Registered. L. No. 89

نور افشان

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۲۷ | لودیانہ بروز جمعہ ۵ فروری ۱۹۰۹ء | نمبر ۲

مفید اور دلچسپ کتابیں اور ٹریکٹ

فوز العظیم } پادری ای۔ ایم ویری صاحب ڈی۔ ڈی کی انگریزی کتاب زینب دی پنجابی کا بامحاورہ ترجمہ ہے اس میں کہانی کے طور پر ایک مسلمان کے مسیحی ہونے کی مشکلات اور تجربوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ قیمت ۲ر مجلد ۳ر

ستیارتھ پرکاش درپن } مصنفہ پادری جی ایل ٹھاکرداس۔ اس میں اُن اعتراضوں کا جواب دیا گیا ہے جو آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند سرستی نے بائبل پر کئے ہیں مسیحی منادوں اور اُستادوں کیلئے بڑی قیمتی کتاب ہے۔ قیمت ۸ر مجلد ۱۰ر

گنجینہ اسلام } (رومن اُردو) مصنفہ پادری ای۔ ایم ویری صاحب ڈی۔ ڈی۔ دین اسلام سے واقفیت حاصل کرنے کیلئے مسیحی واعظوں اور علم الٰہی کے طالب علموں کیلئے بڑی مفید کتاب ہے۔ قیمت ۸ر مجلد ۱۰ر

موازنہ مذاہب } (رومن اُردو) ڈاکٹر ایس ایچ کیلاگ کے لیکچروں کا جو انہوں نے پرنسٹن یونیورسٹی میں دیئے۔ پادری راجہ رام چتامبر بی۔ اے نے ترجمہ کیا ہے۔ ہر ایک کو اسے پڑھنا چاہئے۔ قیمت ۸ر

گیت کی کتابیں

(مولفہ پادری ای پی نیوٹن)

* شبد و غزلیں اُردو قیمت ۲ ۱/۲ پائی
گورمکھی " " "
ناگری " " "

ہندی کی گیتیں بچاس چنے ہوئے گیت درمیں ۱۰ر
رومن اُردو گیت کی کتاب سمدر آگ
بڑے حروف " " "
چھوٹے حروف ۶ر

ایک آنہ ٹریکٹ

بائبل اور سائنس سے ٹریگوٹ کے اعتراضوں کا جواب
مرزا غلام احمد قادیانی۔
ازالت المرزا قادیانی
دین اسلام
یسوع مسیح کون تھا
پیسے والے ٹریکٹ
اے ہمو تو کہاں ہے

ایک مجروح سپاہی
مسیحی مذہب کی صداقت جو مسیح کی زندگی سے ظاہر ہوتی ہے۔
بندہ گاہ میں داخل ہونا
اے سب لوگو
خلاصہ تعلیم عیسوی
معجزہ
رسالہ ذنوب محمدیہ
تم مسیح کی نسبت کیا خیال کرتے ہو
مسیح پر ایمان لانا کیا ہے
نوٹ۔ بتعداد سینکڑہ وکڑ میں سیکڑہ دیا جاوے گا

لیف لٹ

آپ کو مژدہ ہو
خدا کا کلام آپ کے حق میں کیا ہے؟
خدا سے میل
فقط ایمان لاؤ
نوٹ یہ لیفلٹ ۱۰ر فی سیکڑہ معہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ

تمام کتابیں رلیجس بک سٹور لودیانہ سے بذریعہ وی۔ پی پیکٹ یا نقد قیمت پر مل سکتی ہیں

* زبان سب کی ایک ہی ہو صرف حروف میں فرق ہو دیہات کے کام کیلئے بہت مفید ہے

اِصلاح! اِصلاح!! اصلاح!!!

کرسچن لٹریچر سوسائٹی کی طرف سے اِصلاح کے متعلق چھ ضروری اور مفید کتابیں شایع کی گئی ہیں ان مفید رسالوں کو ہر ایک حب الوطن ہر ایک طالب علم کو ہر ایک سناد بلکہ ہر ایک کو جو اُردو پڑھ سکتا ہے پڑھنا چاہئے ◆

۱۔ اصلاح حفظ صحت

اس میں حفظ صحت کے قواعد پر عمل کرنے کے فوائد. بیماری سے کیونکر محفوظ رہ سکتے ہیں. حفظان صحت کی ترقی کیلئے کوشش اور ضروری تجاویز وغیرہ کا بیان کیا گیا ہے۔ قیمت ۱ر

۲۔ زراعتی اِصلاح

اس میں ہندوستان کی زمین اور زمیندار. گورنمنٹ کا فرض تعلیم یافتہ ہندوستانیوں کا فرض. ہندوستانی علم نباتات اور فن باغبانی کے علاوہ بابو ایس پی چٹرجی. سرجان بنگلر کا احوال بیان کیا گیا ہے۔ قیمت ۱ر

۳۔ صنعت و دستکاری کی ترقی

اس میں تمہید کے بعد صنعت و دستکاری کی ترقی کے متعلق روئی کے کارخانوں. صنعت جوٹ. باقندگی ریشم کی پیداوار و بافی. لوہے کے کارخانوں. ساخت شیشہ اور دیگر مصنوعات. مصنوعات ہند کی ترقی کے علاوہ مسٹر جے. این ٹاٹا حرفت ہند کے اعلیٰ کپتان. راجہ رام موہن رائے اور بحری سفر اور مشہور پارسی سرجامست جی جی جی بھائے کا احوال بیان کیا گیا ہے قیمت ۲ر

۴۔ افلاس ہند کے قابل علاج و اسباب

تمہید کے بعد اُن اسباب کا بیان کیا گیا ہے جو لوگوں کی عادت سے تعلق ہیں مثلاً شادیوں اور شرادھوں کے موقع پر فضول خرچی مقروض ہونے کی طرف میلان. قرض سے کیونکر بچ سکتے ہیں روپیہ کو منافع پر لگانے کے بجائے زیورات میں بند کر رکھنا نامناسب خیرات ناعاقبت اندیشانہ اور لاپرواہی کی شادی. افیون گانجہ اور شراب قیمت ۱ر

۵۔ اصلاح تمدن

اس میں تمدن کے متعلق تمام ضروری اصلاح طلب امور کا ذکر اور ہر ایک امر کے متعلق مشہور ریفارمر کا بیان کیا گیا ہے اور ان باتوں کا ذکر کیا گیا ہے جن سے حقیقی اصلاح ہو سکتی ہے۔ قیمت ۵ر

۶۔ اصلاح اخلاق

اس میں راست گوئی. پولیس پاک دامنی. ٹیمپرنس. اخلاقی دلیری وغیرہ کا مفصل بیان کر کے اُن کے متعلق اصلاحوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ قیمت ۴ر

دلچسپ کہانیاں

۱۔ رام پال سنگھ	اردو ۴ر	رومن	۸ر
۲۔ چندر لیلا	" ۲ر	مجلد	۶ر
۳۔ عزت ہمیشال	" ۳ر	"	۵ر
			۸ر
۴۔ تلاش حق	اردو ۳ر	مجلد	۶ر
۵ شریف بیبیاں	" ۲	"	۶ر
۶۔ حالات جاپان	" ۲	"	۸ر
۷ دولت لازوال	" ۲	"	۵ و ۸ر

متفرق کتابیں

۸ سیر ہند با تصویر	نیا ایڈیشن	۶ر
۹ مسیح کی تعلیم	اردو ۴ر رومن ۸ر مجلد	۱۲ر
۱۰ ہدایت تیمارداران		۶ر
۱۱ کشف الحقائق		۸ر
۱۲ رسالہ شادی		۱ر
۱۳۔ آواگون یا آئندہ زندگی		۲ر
۱۴۔ وشنو کے دس اوتار		۲ر
۱۵۔ رشیوں کے آبائی وطن ۲ر ۱۶۔ دیگر تصنیفات ۱ر		

ملنے کا پتہ

تمام کتابیں ریلیجس بک سٹور لودیانہ سے بذریعہ وی پی پیکٹ یا نقد قیمت پر مل سکتی ہیں

نورافشان

لودیانہ۔ جمعہ۔ ۵ فروری سنہ ۱۹۰۹ء

ولایت کے ڈاکٹر ایچ زیلر صاحب نے شائع کیا ہے۔ کہ آجکل تمام دنیا کی دینی مردم شماری کی تعداد یہ ہے:۔

۵۳۴۹۴۰۰۰۰ مسیحی۔ ۱۷۵۲۹۰۰۰۰ مسلمان۔

۱۰۸۶۰۰۰۰ یہودی۔ ۳۰۰۰۰۰۰۰۰ کنفیوشیش۔

۲۱۴۰۰۰۰۰۰ ہندوستان کے دیگر مذاہب کے پیرو

۱۲۱۰۰۰۰۰۰ بودھ ہیں۔ دنیا کے ہزار باشندوں میں سے ۳۴۶ مسیحی ۱۱۴ مسلمان ۷ یہودی ۵۳۳ دیگر مذاہب کے پیرو ہیں*

ہم کام کرتے کرتے اکثر اُکتا جاتے ہیں یا بعض دفعہ کام کو بوجھ معلوم کرتے ہیں اس کا علاج یہ ہے کہ جب کوئی کام کرو تو دل سے کرو کسی اعلیٰ مقصد کو مد نظر رکھکر اس کام پر اپنا سارا زور لگاؤ۔ کام سے زیادہ اونچے بن جاؤ اور اس کے لئے پوری تیاری کرو۔ اس کو اپنا کیریکٹر بنانے کا وسیلہ بناؤ خواہ کام کیسا ہی مایوس کرنے والا کیوں نہ ہو۔ خوشی اور دل سے کرو۔ اس کو کسی اعلیٰ کام پر ترقی کرنیکا وسیلہ بناؤ کوشش کر کے اس کو ایسی اچھی طرح سے کرو کہ جیسا اس سے پہلے کبھی بھی نہیں کیا۔ کاملیت تمہارا مدعا اور خوشی ہو۔ اپنے تئیں خدا کے ہم خدمت سمجھو۔ اسبات کو یاد رکھو کہ کام ہی زندگی کو اعلیٰ اور عمدہ بناتا ہے۔ کام خواہ کیسا ہی ادنےٰ ہو۔ مگر جانو اس کی عظمت و قدر بہت بڑی ہے اس کے ناگوار حصے کو ویسی ہی خوشی سے قبول کرو۔ جیسا کہ اُس کے خوش گوار حصوں کو۔ اگر ممکن ہو تو اسی کام کو اختیار کرو جس کے لئے تم کو نیچر نے پیدا کیا ہے۔ اپنے غور و فکر کو اس قدر کام میں لاؤ کہ اس میں کچھ بڑھا سکو۔ یاد رکھو کہ تم اپنے کام کے وسیلے ہی پوری بلندی تک پہونچ سکتے ہو۔ کام کو وفاداری سے کرنے کے لئے اپنی آنکھوں۔ کان۔ ہاتھ اور دل بلکہ تمام طاقتوں کو تیار کرو۔ یاد کرو کہ کام کو اچھی طرح سے کرنا سب سے اعلیٰ درجہ کا سرٹیفکیٹ ہو جو تمہیں مل سکتا ہے کام کو اپنے کریکٹر کے مضبوط پہلوؤں کو نشو و نما کرنے اور کمزوریوں کو دور کرنے کا وسیلہ بناؤ خیال کرو کہ ہر ایک کام میں کچھ فایدے اور کچھ نقصان بھی ہوتے ہیں جو کسی اور کام میں نہیں پائے جاتے یقین جانو کہ ہر ایک کام جس میں غفلت کی جاتی یا جو اچھی طرح سے نہیں کیا جاتا۔ کیریکٹر پر ایک انمٹ مہر لگ جاتا ہے۔ اگر تم اس جگہ نہیں پہونچے جہاں پہونچنا چاہتے تھے تو مایوس مت ہو۔ کوشش کئے جاؤ کام کو نہ صرف روزی کمانے کا وسیلہ بناؤ۔ بلکہ اپنی زندگی کو زیادہ بہتر کشادہ اور نمونہ کے لائق بنانے کا ذریعہ بناؤ۔

سر رابرٹ ہارٹ کے۔ سی۔ ایم۔ جی نے جو چینی امپریل چونگی کے اعلیٰ افسر ہیں لنڈن کی مشنری نمائش میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ آجکل چین اپنے ہاں تعلیم کی پرانی راہوں کو دور کر رہا ہے اور مغربی طریقوں کو جاری کرتا جا رہا ہے یقین کیا جاتا ہے کہ اس قسم کی تعلیم کی ترقی سے مسیحی تعلیم میں نہ صرف کسی قسم کا ہرج ہی نہیں ہوگا بلکہ بہت کچھ مدد بھی ملیگی۔ لوگوں کو مسیحیت کی نسبت آزادی سے تحقیقات کرنے کا کافی موقعہ ملسکیگا چینی گورنمنٹ نہیں چاہتی کہ مشنری صاحبان تجارت کے معاملات میں دخل دیں اگر مشنری اس سے رک نہ جاتے تو انجیل کے لئے جو دروازہ کھلگیا ہو وہ بند ہو جاتا اور بہت نقصان پہونچتا چینی بڑے عقلمند ہیں سر رابرٹ نے ولایت کے لوگوں کو صلاح دی ہو کہ وہ اپنے ہاں کے سب سے لائق شخصوں کو چین میں مشنری بناکر بھیجیں۔

ولایت کے ایک اخبار بنام کرسچن گلوب نامی نے ایک نوٹ لکھا ہو جس میں بتلایا گیا ہے کہ مزاج کا اثر صحت پر بہت زیادہ ہوتا ہے ایک تواریخ دان بنام ہبکرافٹ جو نوّے برس کی عمر میں بھی کافی مضبوط تھا کہا کرتا تھا کہ عمر درازی کا بھید یہ ہے کہ انسان کبھی بھی اپنے مزاج کو خراب نہ ہونے دے۔ افسوس ہے کہ بچوں کو تعلیم دینے میں اس اصول کی کچھ پرواہ نہیں کی جاتی۔ اب تک ہم یہ خیال کرتے رہے ہیں کہ چڑچڑاپن۔ غمگینی اور بدمزاجی بیماری کے قدرتی نتیجے ہیں مگر آجکل سائنس نے ثابت کر دیا ہے کہ انسان کی ایسی حالت سے ہی بیماری پیدا ہوتی ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ بعض صورتوں میں جسم کی نامکمل حالت چڑچڑاپن اور غمگینی کا سبب ہوتی ہے۔ لیکن کبھی کبھی ایسا مزاج بجائے نتیجہ کے بیماری کا اصلی سبب ہوتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ شخص جو قانع نہیں ہیں اور اکثر غمگین رہتے ہیں اُن کی صحت بھی عموماً اچھی نہیں رہتی کیونکہ ہمیشہ رنجیدہ خیالات کو اپنے اندر پالتے رہنا زہر کی طرح جسم کو کسی نہ کسی بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے

ایک صاحب نے جن کا نام مسٹر نولس ہے ایک قسم کے حروف ایجاد کئے ہیں جنکی نسبت اُن کا خیال ہو کہ اگر ان حروف کا رواج ہو گیا تو ہندوستانی زبانوں کے مختلف حروفوں کا رواج جاتا رہے گا چند مہینے گذرے ہیں کہ ان حروف کے متعلق اخباروں میں مضامین شائع ہوئے تھے اس کے بعد سے اُن کی نسبت کچھ نہیں سُنا گیا۔ اسلئے خیال پیدا ہو گیا تھا کہ مسٹر نولس کی سرگرمی ٹھنڈی پڑ گئی ہے اور انہوں نے اپنے خیال کو ترک کر دیا ہے لیکن یہ حقیقت نہیں ہو۔ حال میں اُنہوں نے تامل زبان کی انجیل کو اپنے ایجاد کردہ رومن حروف میں چھپوا کر مشتہر کیا ہو اس انجیل کو دیکھکر مدراس کے معزز ہمعصر ہاروسیٹ فیلڈ نے تحریر فرمایا ہے کہ مسٹر نولس کے ایجاد کردہ حروف سے ہمیں میکس مور صاحب کی زندگی کا وہ باب یاد آتا ہے جس کا عنوان یہ ہے کہ مشنریوں کے لئے ایک ہی قسم کی حروف

ابھی کی تجویز ؟ مسٹر میکس مولر صاحب نے اس تجویز میں ایسی سرگرمی ظاہر کی تھی کہ ڈاکٹر واکلنڈ کیساتھ کئی دن تک مباحثہ ہوتا رہا اور نتیجہ یہ ہوا کہ میکس مولر کے حروف سے جو انہوں نے "سیکرڈ بکس آف دی ایسٹ" میں استعمال کئے تھے لوگوں کی تشفی نہیں ہوئی چنانچہ میکس مولر صاحب نے آخر کار خود ہی کہا کہ اس میں بہت سی مشکلات ہیں اور میں ان سب باتوں سے تھک گیا ہوں کیونکہ اس میں میرا بہت سا وقت خرچ ہوتا ہے اور تمام مشنریوں کو ایک ہی ٹوپی پہنانا بھی مشکل معلوم ہوتا ہے۔

مکتی فوج جگہ بجگہ ملک کی بہتری اور بھلائی کیلئے مفید کام کر رہی ہے لودیانہ کے مجلا ہے خانہ کا حال تو ناظرین کو معلوم ہے اس کارخانہ میں ہر قسم کے کپڑے تیار کرائے جاتے ہیں ہر شخص کو نہ صرف مفت بغیر فیس سے کام سکھلایا جاتا ہے بلکہ کام سیکھنے کے دنوں کے لئے بھی کچھ روزانہ دیا جاتا ہے اس سے زیادہ مفید کام جو مکتی فوج کر رہی ہے وہ رسکیو ہوم ہیں جو کلکتہ اور بمبئی وغیرہ بڑے بڑے شہروں میں پائے جاتے ہیں۔ ان میں وہ عورتیں داخل کی جاتی ہیں جو کسی نہ کسی طرح اپنے گھروں سے نکلکر بری صحبت میں پڑ جاتی اور خراب زندگی بسر کرنے لگتی ہیں۔ ان ہوموں کے وسیلے مکتی فوج نے بہت سی ہندوستانی اور یورپین عورتوں کو بچایا ہے جو اب نیک اور مفید زندگی بسر کر رہی ہیں۔ اس قسم کے ہوم کا خرچ بہت ہوتا ہے جب تک کہ ملک کے خیر خواہ اور فیاض صاحبان مدد نہ کریں کام کرنا مشکل ہے۔ کلکتہ اور بمبئی کے ہوموں میں وہاں کے رئیس وقتاً فوقتاً مدد دیتے رہتے ہیں۔ پنجاب میں بھی اس قسم کے ہوم کی ضرورت ہے امید ہے کہ مکتی فوج کے کمشنر بوتھ ٹکر صاحب اس ضرورت کو پہچان کر پنجاب کے کسی مناسب مقام میں ایسا ہوم جاری کریں گے۔

شہنشاہ معظم نے حکم جاری کیا ہے کہ اتوار اور کرسمس اور گڈ فرائی ڈے کے روز تھیٹروں اور موسیقی ہالوں میں سوائے خاص ضرورت کے پبلک شغل کے جلسے نہ کئے جاویں نیویارک کے ایک اخبار میں شہنشاہ کے اس حکم کی نسبت مندرجہ ذیل وجوہات بتلائی گئی ہیں۔ شہنشاہ ایڈورڈ نے اتوار کی کھیلوں کی نسبت یہ حکم اس واسطے دیا ہے کہ آہستہ آہستہ اتوار کے شغلوں میں خرابی لگئی ہے پہلے صرف مقدس گیت گائے جاتے تھے اس کے بعد بائبل کے مضمون کے متعلق تھیٹر یا بائسکوپ کے وسیلے تماشے شروع کئے گئے۔ آہستہ آہستہ مقدس گیتوں کے بجائے عام پسند گیت اور غزلیں گائی جانی شروع ہوگئیں۔ بیس پچیس برس پہلے گریٹ برٹن کے تمام تھیٹر اور موسیقی ہال اتوار کے روز بند رہتے تھے۔ مگر آج سب کے سب کھلے رہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ملکہ الیگزینڈرا جو بڑی دیندار اور خدا پرست ملکہ ہیں انکی ترغیب اور نہ صرف چرچ آف انگلینڈ کے دینی ہادیوں بلکہ دوسرے مسیحی فرقوں کے ہادیوں کے توجہ دلانے سے شہنشاہ نے اس حکم کو جاری کیا ہے۔ انگلستان کے عام لوگوں نے اس حکم کو بہت پسند کیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے شہنشاہ معظم اپنی رعیت کے خیالوں سے کیسے آگاہ ہیں اور ان کیساتھ ہمدردی کرنے کو تیار ہیں شہنشاہ معظم چاہتے ہیں کہ تمام ملکوں میں جہاں انگریزی زبان بولی جاتی ہے لوگ اتوار کے دن کو مقدس جانکر اس کا اچھا استعمال کریں اور وہ خود بھی اس کی ایسی عزت کرتے ہیں کہ اگرچہ وہ گھوڑدوڑ کے بہت ہی شائق ہیں تو بھی وہ اپنی تمام زندگی میں ایک دفعہ بھی پیرس کی بڑی گھوڑدوڑ میں جو ہمیشہ اتوار کے روز ہی ہوتی ہے شامل نہیں ہوئے یہ گھوڑدوڑ یورپ میں سب سے بڑی گھوڑدوڑ ہے۔

کہاوت ہے کہ جو کچھ میں نے خرچ کر لیا ہے وہ میرے پاس تھا۔ اور جو کچھ میں نے جمع کیا ہے وہ میں نے کھو دیا ہے اور جو کچھ میں نے خیرات میں دیدیا ہے وہ میرے پاس موجود ہے۔

خیرات دینا کوئی بوجھ نہیں بلکہ ایسی خوشی اور شغل ہے جس کے لئے ہم اپنے سب سے اچھے خیال اور سوچ کام میں لا سکتے ہیں مثلاً خیرات دینے میں ہم نہ صرف بائبل کے زمانے کی مثالیں ڈھونڈیں بلکہ موجودہ زمانے کے دولتمندوں کا خیال کریں۔ امریکہ کا کروڑپتی مسٹر اینڈریو کارنگی ہر سال باقاعدہ لاکھوں روپیہ خیرات کر کے یہ سیکھنے کی کوشش کر رہا ہے کہ کس طرح وہ اپنے ان عطیات کے وسیلے بہت سے لوگوں کی مدد کر کے ان کی خوشی کو بڑھا وے۔ ہم جن کی حیثیت بہت تھوڑی ہے ان کے باقاعدہ خیرات کرنے کے طریقے کی پیروی کر سکتے ہیں کبھی دینے اور کبھی نہ دینے کا طریقہ بالکل نہ دینے سے کچھ بہت بہتر نہیں ہے اپنی آمدنی کا دسواں حصہ الگ کر کے یہ دیکھ سکتے ہیں کہ کسقدر روپیہ ہمارے پاس موجود ہے اور ہم اس کو کس بہتر اور مفید کام کے لئے خرچ کر سکتے ہیں یہ غلطی مت کرو کہ خیرات کی خوبی زیادہ دینے میں ہے۔ باقاعدہ طور پر ہر مہینہ چند آنہ دینا خدا کی نگاہ میں ویسا ہی قیمتی ہے جیسا کہ کسی امیر کا لاکھوں روپیہ دیدینا۔ دیگر اچھی خوبیوں کی مانند فیاضی بھی ایک عادت ہے اور دیگر بری عادتوں کی طرح کنجوسی بھی ایک بری عادت ہے ناظرین کونسی عادت تم کو پسند ہے ؟

خوشی کی بات ہے کہ اتوار کو پاک رکھنے کی کوشش ملک امریکہ میں بھی شروع ہوگئی ہے نیویارک شہر کے فرمان جاتے ہیں کہ ہمارے ہاں بھی اس حکم کے بموجب جو انگلستان میں جاری کیا گیا ہے اتوار منایا جاوے۔ اتوار کے ماننے کی نسبت لوگوں کے ایجی ٹیشن کرنے سے نیویارک کے میئر نے کارپوریشن کونسل کو کہدیا ہے کہ سب سے بڑے چار موسیقی ہالوں کے لائسنس چھین لئے جاویں کیونکہ انہوں نے اتوار کے روز بار بار ایسی کھیلیں کی ہیں جو قانون کے بموجب اتوار کو کرنا منع ہیں میئر صاحب کو معلوم ہو گیا ہے کہ ان چاروں کے برخلاف کافی شہادت موجود ہے اور یہ تھیٹر بالکل بند کئے جا سکتے ہیں اور انکے بند ہونے سے اوروں کے کان کھڑے ہو جائینگے میئر کے ایسا حکم دینے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ان تھیٹروں میں اس قسم کے تماشے کئے جاتے ہیں جنکا اثر بچوں پر بہت برا پڑتا ہے۔



سلطانؔ

باب دوم

حسب ونسب

محمود

انورض احمد کے فوت ہونیکے بعد جب ماتم کے دن پورے ہوچکے تو بادشاہ نے محمد کو بلاکر کوئی خدمت سپرد کرنی چاہی کیونکہ بادشاہ کے دل میں اُس کے باپ کی خدمات اعلےٰ درجہ پر تھیں۔ کچھ عرصہ بادشاہ نے اُس کو اپنی باڈی گارڈ کے سپاہیوں میں رکھا اگرچہ یہ کام اُس نے کبھی نہ کیا تھا مگر جب سر پر آنپڑی تو چونکہ لائق باپ کا بیٹا تھا۔ اچھی لیاقت سے اس خدمت کو نباہا۔ آخرالامر بادشاہ نے اُس کو فوج میں ایک اعلیٰ عہدہ دیا۔

تھوڑے ہی دنوں بعد غدر کا شور ہوگیا اس ناآزمودہ نا تجربہ کار جوان کو جنگ میں شریک ہونا پڑا۔ پہلے ہی حملہ میں انگریزی فوج نے اس کو پسپا کردیا اس کے رسالہ کو ایسی زک ملی کہ سپاہی بیچارے کونوں اور کوٹھڑیوں میں چھپتے پھرے جب انگریزی فوج نے دہلی فتح کرلی۔ اور پنجابی فوج نے دہلی کو لوٹنا شروع کردیا۔ اور شریر سپاہیوں نے عفت مآب شہزادیوں امیرزادیوں کے ناموس پر ہاتھ ڈالے۔ اس وقت محمد اپنی ماں اور بہن کو ساتھ لیکر فقیرانہ بھیس میں گھر سے نکل چلا۔ مگر پیشتر گھر چھوڑنے کے تمام نقد زیورات جواہرات زمین میں گاڑ دیئے خالی ہاتھ چیتھڑے پہن کر شہر سے باہر نکل گئے۔ شہر سے باہر قدم رکھا ہی تھا کہ انگریزی سپاہیوں نے باغی سمجھکر پکڑ لیا۔ اس وقت جو حالت ان ماں بیٹیوں کی تھی خدا ہی جانتا ہے جن پردہ نشیں بے چاریوں نے کبھی گھر سے باہر قدم نہ رکھا تھا کسی غیر مرد کی صورت سے آشنا نہ تھیں اس وقت مبتلاء رنج وبلا اپنے آپ کو قید فرنگ میں گرفتار پاکر اٹھ اٹھ آنسو رو رہی تھیں کبھی آسمان پر نگاہ کرکے کہتیں کہ اے فلک تو ہی ہم پر ٹوٹ پڑ کہ ہم دب مریں کبھی زمین سے کہتیں کہ اے زمین تو ہی پھٹ جا کہ ہم سما جاویں اور اس عذاب سے بچیں بیچاری محمود کی حالت نہایت ہی دردناک اور قابل رحم ہو رہی تھی جیوں ایک سپاہی نے ڈانٹ بتلا اُس کا ہاتھ پکڑا۔ تو بے حواس ہوکر دھم سے زمین پر گر بیہوش ہوگئی ہرچند محمد نے عذر دہیانے کئے۔ مگر اُن سنگدلوں نے ایک نہ سنی۔ گرفتار کرکے اپنے افسر کے پاس پہونچا ہی دیا افسر فوج ایک نہایت نیکدل مسیحی انگریز تھا محمد کے حال پر تو اُس نے چنداں توجہ نہ کی۔ مگر محمود اور اُس کی والدہ پر ترس کھاکر سب کو رہا کردیا۔ لیکن اس خیال سے کہ ان کو پھر کوئی گرفتار نہ کرے اپنے ہی کیمپ میں ایک مسیحی صوبہ دار بنام طالب الدین کی حفاظت میں رکھا۔ صاحب بہادر نے سمجھا کہ یہ ضرور کوئی شریف خاندان سے ہیں وقت آن پڑا ہے جس کے باعث یہ بُری حالت نبا کھی ہو چونکہ اُس وقت ایک سخت طوفان بے تمیزی برپا تھا۔ تحقیقات نہ کرسکا

جب دہلی میں امن امان ہوگیا تو اُس انگریز افسر نے محمد کو بلاکر پوچھا کہ تم کون ہو۔ سچ سچ بتلادو۔ اگر جھوٹ کہو گے تو توپ سے اُڑائے جاؤ گے محمد نے من وعن الف سے یے تک اپنا سب حال راست راست بیان کردیا۔ آخر اس رحمدل انگریز نے اُن کو رہا کردیا۔ اگرچہ وہ انگریزوں کے مقابلہ پر بادشاہ کی طرف سے لڑا تھا مگر اُس کی راست بیانی اور ماں بیٹیوں کی حالت دیکھکر معاف کیا اور محمد کو ایک پروانہ معافی کا دیکر یہ بھی لکھدیا۔ کہ یہ جوان سرکار انگریزی کی ملازمت چاہے تو مل سکتی ہے یہ تینوں دعائیں دیتے اپنے گھر کی جانب روانہ ہوئے جب آکر گھر کو دیکھا تو راکھ کا ڈھیر پایا کیونکہ پنجابی سپاہیوں نے بہت گھروں کو جلا دیا تھا۔ دیواریں تو کھڑی تھیں۔ باقی سامان خاک سیاہ ہو رہا تھا۔ الغرض ایک کرایہ کے مکان میں رہنے لگے اور اپنے برباد شدہ مکان کو درست کروانا شروع کردیا۔ اُن کی خوش قسمتی سے جہاں جہاں مال گڑا تھا۔ سب ملگیا۔ ایک کوڑی کا نقصان نہ ہوا اگرچہ مکان کے جل جانے کا انکو بہت افسوس تھا۔ مگر مال و دولت کے مل جانے سے سب رنج کافور ہوگئے پھر آرام وچین سے امیرانہ گزارہ کرنے لگے۔

چونکہ محمد سپاہ گری کے لائق نہ تھا دہلی میں آڑہت کی دوکان کھول دی اور ایک شریف خاندان جن جن کے ساتھ انکا دیرینہ تعلق تھا شادی کرلی۔ اور اپنی بہن کو بھی ایک شریف جوان سے بیاہ دیا۔

محمد کے گھر میں بیٹا محمود پیدا ہوا جس کو آٹھ برس کی عمر میں مشن سکول میں تعلیم کیلئے داخل کردیا۔ چونکہ امیر تھا اور ناز کا پلا پڑھنے کی طرف چنداں راغب نہ تھا۔ تاہم تھوڑا بہت لگا ہی جاتا تھا یہیں سلطان اور محمود لڑکپن اُس کے لنگوٹیے دوست اور ہم جماعتی تھے پیارانہ آپسمیں بہت گاڑھا تھا۔

سلطان

یہ ایک متوسط درجہ کے آدمی کا بیٹا تھا جس کا نام رحمن تھا یہ شخص ذات کا کشمیری مگر طبیعت کا افغان تھا۔ شال وپشمینہ کا کام کرتا تھا۔ کشمیر تک اس کے نام سے لوگ واقف تھے۔ رہنیوالا امرتسر کا تھا۔ ایام غدر میں اس پر بھی صدمہ پہونچا۔ مگر نہ ایسا جیسا کہ بعض اور ہندوستانی بیوپاریوں پر تاہم کئی ہزار کا ٹوٹا پڑا۔ بعد ایام غدر کے یہ امرتسر چھوڑ دہلی جا رہا۔ اسی محمد کے ہمسایہ میں اول تو اُس نے مکان کرایہ پر لیا۔ پھر جب اُس کا کام بخوبی چل پڑا تو وہیں اپنا مکان بنوالیا۔

سلطان اور محمود کی عمر قریباً یکساں تھی۔ بچپن سے اکٹھے کھیلتے۔ ایک ہی مدرسہ میں ایک ہی جماعت میں پڑھتے تھے۔ یہ وہی سلطان ہے جو اس وقت محمود کو جگا رہا ہے۔

سلطان محنت کش جی لگا کر پڑھنے والا جماعت میں اگر اول نہیں تو دوسرا ضرور رہتا تھا اس بات سے اُس کے دوسرے ہم جماعتی بہت رشک کھاتے تھے۔ اکثر اس کو ہنسی اور مخول میں بھی اُڑاتے مگر وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتا تھا۔ سلطان بہت کوشش کرتا تھا کہ محمود پڑھنے

میں دل لگاوے۔ محنت کرے۔ گو اُس کو چنداں فکر نہ تھی زود رنج بھی نہ تھا۔ جس وقت کا ہم ذکر کر رہے ہیں وہ انٹرنس کلاس میں پڑھتا تھا صرف محمود اور لچھمن سے اُس کا گاڑھا یارانہ تھا۔ محمود۔ اگرچہ سست تھا۔ مگر سلطان کے کہنے سننے اور شرم دلانے سے کچھ نہ کچھ کر ہی جاتا تھا۔ اور باتوں کے علاوہ ان دونوں میں یہ فرق بھی تھا۔ کہ محمود تو شادی شدہ تھا۔ مگر سلطان کی صرف منگنی ہوئی تھی۔ شادی میں ہنوز ایک برس باقی تھا۔ سلطان کی خواہش تھی کہ کسی طرح شادی سے پیشتر انٹرنس پاس کرلے تو بہتر ہے کیونکہ بعد شادی پھر پڑھنا مشکل۔

محمود اگرچہ شادی شدہ تھا۔ مگر بیوی اُس کی ہنوز میکے ہی میں تھی لیکن فکر ہو رہی تھی کہ کب منگوائی جاوے کیونکہ دونوں سن بلوغت کو پہونچ چکے تھے۔

لچھمن

یہ رام نامی دہلی کے ایک بنیئے کا بیٹا تھا۔ اُس کے خاندان کا ٹھیک پتہ لگانا بہت مشکل ہو۔ کیونکہ جس محلہ میں رام رہتا تھا وہ بنیوں ہی کا محلہ تھا۔ اور قدیم وہیں کے رہنے والے تھے۔ آباو اجداد سے یہی اُن کا پیشہ تھا۔ غدر میں بھی وہی معمولی دال چاول نمک مرچ بیچتے رہے۔ کوئی صدمہ نہیں پہونچا۔ اگرچہ غریب بنیا تھا تاہم ایسا نہ تھا کہ لڑکے کی تعلیم کا خرچ نہ کرسکے۔ مگر بنیوں کی ذات اور طبیعت ہی ایسی ہوتی ہے کہ جان جاوے تو جاوے۔ مگر گرہ سے دمڑی نہ جاوے۔ اسلئے ماہواری سکول کی فیس دینے میں ہمیشہ دقت ہوا کرتی تھی کہ کئی بار غصہ سے ہیڈ ماسٹر نے لچھمن کو سکول سے نکال دیا۔ کہ تا ادائے فیس سکول میں نہ آوے رام ہمیشہ روتا پیٹتا رہتا تھا کہ میں کہاں سے دوں۔ میرے گھر میں تو ایک وقت کھانے کو بھی نہیں ہوتا۔ ظاہری صورت واقعی اُس کی ایسی ہی ہوتی کہ ایک دھوتی۔ ایک چھدام کی ٹوپی اوڑھیں۔ لیکن گر اُس کے گھر کا حال جاکر دیکھتے تو اُس کی بیوی بیٹی۔ بہو۔ (لچھمن کی جورو) سونے کے زیورات سے کلان زنی رہتی تھیں گو باقی حالت اُن کی بھی رام سی۔ نہ گلے میں کرتا۔ نہ پاؤں میں جوتی۔ کھانے کو وہی ماش اور کپڑے پہننے کو لہنگا اور دوپٹہ اور ایک چار کوڑی کی انگیا۔ لچھمن کی فیس ماہواری کبھی اُس نے خوشی سے نہ دی۔ یا تو دوکان سے خود لچھمن چرا کر لیجاتا۔ ورنہ سکول سے لچھمن کے نکالے جانے پر اُس کو دینی پڑتی لیکن یہ چوری کی عادت اس نے تھوڑے دنوں بعد بالکل چھوڑ دی۔

پڑھنے میں بہت ہوشیار جماعت میں ہمیشہ اول رہتا۔ انہی دونوں کی جماعت میں پڑھتا تھا۔ پکے دوست تھے۔ اسلامی پردہ کی قید کی وجہ سے لچھمن اُن کے گھر تو نہ جا سکتا مگر یہ دونوں جب چاہتے لچھمن کے گھر چلے جاتے۔ اکثر آنے جانے سے لچھمن کی ماں اور بہن اور بیوی بھی اُن سے بات چیت کرتیں۔ یہ بھی اُن کو ماں بہن سمجھ کر اُن سے بے تکلفانہ گفتگو کرتے۔ لچھمن کی ماں سیتا اُنکو بچوں کی طرح سمجھتی۔

باب سوم

اخلاق احمدی

چونکہ محمود کی سستی اور ٹل بازی کی وجہ سے بہت دیر ہو گئی اور لچھمن دیر سے اُن کا منتظر کھڑا تھا۔ ان دونوں کو آتے دیکھکر بہت خفا ہوا۔ غصہ اور رنج بھری آواز سے کہنے لگا۔

لچھمن۔ واہ حضرات۔ اگر ایسا ہی آپکا یارانہ ہے۔ تو میں اس دوستی سے باز آیا۔ کیا آپ لوگوں کو اپنے وعدہ کے وفا کا خیال نہ تھا۔ میں کب سے منتظر کھڑا ہوں۔ پانچ بجے کا وعدہ تھا۔ اب چھ کا عمل ہو۔ اب کوئی بہانہ کرو۔ کوئی جھوٹ بات بناؤ۔ عیسائی سچ کہتے ہیں کہ بہانے بنانا اور جھوٹ گھڑنا اکثر مسلمانوں کی عادت میں داخل ہے۔ بھلا اور نہیں اتنا تو خیال کیا ہوتا کہ کوئی ہمارا بھی انتظار کرتا اور دھوپ میں ٹہلتا ہوگا۔

راوی۔ محمود لچھمن کے یہ کلمات سنکر آگ بگولا تو ہو گیا۔ خصوصاً اس فقرے پر کہ (اکثر مسلمانوں کو جھوٹ گھڑنے کی عادت ہے۔) اس کے قریشی خون نے جوش مارا۔ غضبناک ہو کر بولا۔

محمود۔ بس بے کافر بچہ زبان سنبھال ورنہ گدی سے کھینچ کر نکال دونگا۔ ہائے نہ ہوا بادشاہی عہد۔ بھلا ایسا کلمہ تو کہہ جاتا۔ اور سلامت گھر چلا جاتا۔ ارے او بے شرم بے غیرت مسلمانوں کی شان میں جھوٹ کا الزام دیتے تجھے شرم نہ آئی۔ کیا بنیوں سے بھی محمدی زیادہ جھوٹ بولتے ہیں جن کی زندگی کا مدار ہی جھوٹ پر ہے۔ یہ انگریزی راج ہی کا طفیل ہے کہ تو ایک قریشی کے روبرو ایسی لاف زنی کرتا ہے۔ کیا تجھکو معلوم نہیں کہ لعنة الله علی الکاذبین قرآن ہی میں فرمایا گیا ہے نہ کہ پرانوں شاستروں اور ویدوں میں۔ بھائی۔ سلطان میں سچ کہتا ہوں اور میرا تجربہ ہے کہ جس قدر ہندو جھوٹ بولتے ہیں دنیا میں کوئی مذہب ایسا نہیں اور نہ کوئی قوم ہی ایسی جھوٹی ہے کیسے غضب کی بات ہو کہ یہ کافر بچہ کہ ایک مسلمان اہل کتاب کے روبرو ایسا کلمہ زبان سے نکالے۔

سلطان۔ (محمود کا ہاتھ پکڑ کر) بھلا اُس نے کہا کیا اور آپ سمجھے کیا۔ اُس نے ہنسی میں کہدیا۔ دوستوں میں ایسی دل لگی ہوا ہی کرتی ہے۔

محمود۔ نہیں صرف ایسی دوستی پر تم بھی عجیب بےغیرت ہو مسلمانوں کو تو وہ جھوٹا کہے۔ تم اُس کو مخول سمجھو۔ شرم ڈوب مرنے کی جگہ ہے۔ ہم تو ایسی دوستی سے باز آئے۔

سلطان۔ اُس نے اپنی طرف سے تھوڑا ہی کہا ہے اس نے تو یہ کہا تھا کہ عیسائی کہا کرتے ہیں۔ تم تو اُس کے گلے کا ہار ہو گئے۔ بالفرض اس سے غلطی ہو گئی معاف کردو۔

محمود۔ یہ تو اُس کی دلی شرارت کا اظہار ہے۔ تم نے کبھی عیسائیوں کو بھی ایسا کہتے سنا۔ کہ محمدی جھوٹے یا محمدیوں کو جھوٹ بولتے شرم نہیں آتی۔ میں بھی اتنے برسوں سے مشن سکول میں پڑھتا ہوں۔ کبھی یہ فقرہ کسی مسیحی اُستاد سے نہیں سنا۔ ہاں دینی تکرار اور جھگڑے سے دوسری بات ہے۔ مگر صبح ہی صبح اس نے نہ معلوم کب کے دل کے



پھپھولے پھوڑے ۔ آپ فرماتے ہیں کہ اُس نے ہنسی میں کہدیا ہوگا ۔ واہ یہ بھی عجیب ہنسی ہے ۔ ہنسی کیلئے اور تھوڑی باتیں ہیں؟ مجھ کو اگر جھوٹا کہدیتا تو میں ذرا بھی بُرا نہ مانتا ۔ مگر تمام محمدیوں کو جن میں ایسے ایسے بزرگ خدا پرست ہیں کہ ہندو بھی اُن کے پاؤں دھو کر پیتے ہیں ۔ مذہب کے خیال کو جانے دو اخلاقی طور پر بھی کسی طرح ایسے ناشائستہ الفاظ کسی مذہب و فرقہ کے حق میں کہنے کسی طرح جائز نہیں ۔ معاف کرنے کو کیا ہے ۔ اب میں نے اُس کو مار تو دیا ہی نہیں بس اتنی بات ہے کہ اس کا راہ وہ اور ہمارا راہ یہ ۔

لچھمن (حواس باختہ ہو کر) ہے رام مجھ سے کیا خطا ہوگئی ۔

بے جرم تو تیغ ہی رکھا تھا گلے کو
کچھ بات بُری منہ سے نکالی تھی بھلے کو

مراسلات

رادہا سوامی پنتھ کے حالات

(۱) دربیان لالہ شبدیال سنگھ بانی ۔

رادہا سوامی پنتھ

اس مت کے بانی مبانی لالہ شبدیال سنگھ کھتری سکنہ آگرہ ہوئے ہیں ان کے باپ کا نام لالہ دلوالی سنگھ تھا جو کہ پیشہ داد و ستد کا کرتے تھے ان کے دو بھائی ان سے چھوٹے اور تھانسے چھوٹے کا نام رائے بندرابن تھا جسکی تصنیف بیاد بندرابن ایک مشہور کتاب ہے اسی کا جاری کیا ہوا ایک گروہ سادہوؤں کا بندرا بنی پنتھ کے نام سے اودہ میں اب بھی موجود ہے سب سے چھوٹے بھائی کا نام لالہ پرتاپ سنگھ ہے جو کہ رادہا سوامی مت کا سرگروہ اور اپنا اکھاڑہ الگ جما کر بیٹھے ہیں ۔ لالہ شبدیال سنگھ ایک دفعہ ضلع باندہ میں کچھ عرصہ تک ملازم رہے بعد ازاں کچھ عرصہ تک گھر پر بیکار پڑے رہے ۔ اُن کی یہ حالت اُن کے والد کو ناگوار معلوم ہوئی اُس نے اُن کے سسر سے سفارش کرا کر اُنکو راجہ بلب گڈھ کا اتالیق مقرر کرا دیا جہاں اُنہوں نے دو برس تک نوکری کی اُسکے بعد پھر گھر واپس آئے اُن کے واپس آنے کے بعد اُن کے والد کا دیہانت ہوگیا پھر آپ شہر آگرہ سے باہر نکلے اور نہ کسی قسم کی نوکری کی آپکی شادی چھوٹی عمر ہی میں (جیسا کہ کھتریوں میں عام دستور ہے) لالہ عزت رائے ساکن فرید آباد ایک متمول شخص کی لڑکی سے ہوگئی تھی آپ کی استری کا اصلی نام نرائن دیوی تھا لیکن جب آپ کے دماغ میں اوتار اور گرو بننے کی دھن سمائی تو جہاں آپکو اپنے اصلی نام شبدیال سے نفرت ہوئی وہاں اپنی دھرم پتنی کا بھی نیا نام کرن سنسکار کرنا ضروری معلوم ہوا چنانچہ آپ نے نرائن دیوی کا رادہا اور اپنا نام سوامی رکھا جس کو مرکب کرکے رادہا سوامی نام مالک کل سرشٹی کرتا کا رکھا گیا اور اسی نام سے ایک دوسرے کی عزت کرنے کی ہدایت اپنے چیلوں کو کی اور اپنے آپ کو مالک کل ثابت کرنے کی کوشش کی آپ کی پیدائش کا دن رائے سالگرام صاحب نے سمت ۱۸۷۵ بھادوں مہینے کی شروع اشٹمی ساڑھے بارہ بجے رات مطابق اگست سنہ ۱۸۱۸ء لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ آپ نے ۶ یا ۷ برس کی عمر میں سب سے اونچے پرمارتھ کا سمجھانا اور بحسب الخاص خاص لوگوں کو مرد اور عورت سے شروع کیا ۔

آپ کا کوئی گرو نہیں تھا اور نہ کسی سے اُنہوں نے پرمارتھ کا اپدیش لیا بلکہ آپ ہی اپنے والدین کو اور جو سادہو کہ اُن کی چھاؤنی والے مکان پر آتے تھے اُن کو ہر طرح سے پرمارتھ کے سمجھانے میں کوشش کرتے تھے ۔ قریب پندرہ برس کے آپ مکان کے ایک کوٹھے میں جو اندرون دوسرے کوٹھے کے تھا بیٹھکر ابہیاس سرت شبد جوگ کا کرتے رہے ۔ یہاں تک کہ اکثر اوقات دو دو تین تین روز تک باہر نہیں نکلتے تھے اور نہ اس عرصہ میں حاجات ضروری کی طرف توجہ ہوتی تھی ۔

مندرجہ بالا گپیں رائے صاحب نے اپنے گورو کی مہما بڑھانے کیلئے بانکی پور میں ورنہ لالہ شبدیال سنگھ جی کے بڑے بزرگ رشتہ داروں کی زبانی معلوم ہوا ہو کہ تیس برس کی عمر تک انکو گورو بننے یا رادہا سوامی نام کی گھڑنت کا خیال تک بھی نہ تھا اور آپ بابا موج پرکاش اور گرو بابی داس ہاتھرس والے کی بڑی سیوا کرتے تھے اور انکو اپنا گورو مانتے تھے ۔

پھر رائے صاحب لکھتے ہیں کہ سمت ۱۹۱۷ بسنت پنچمی کے دن مطابق جنوری سنہ ۱۸۶۱ء کے عرضی اور پیار اقتضا یعنے ست سنگی اور ست سنگنوں کے جو زیادہ ایک ورش سے واسطے جاری فرمانے عام ست سنگ کے بہت زاری کرکے حضور میں عرض کر رہے تھے ۔ اپنے مکان پر بیان سنت مت اور اُس کا اپدیش پرمارتھی لوگوں کو فرمانا شروع کیا اور یہ ست سنگ سترہ (۱۷) برس تک برابر رات اور دن جاری رہا ۔ اس عرصہ میں قریباً تین ہزار مرد و عورت نے نسبت سے قوم ہندو ہر ملک کے اور تھوڑے مسلمان اور جینی اور کوئی کوئی عیسائی نے حضور صاحب سے اپدیش سنت مت یعنے رادہا سوامی پنتھ کا لیا ۔

شہر سے قریب ۳ میل کے فاصلہ پر ایک باغ بنوایا گیا جسکا نام سوامی باغ رکھا گیا اور بعد ازاں اسی جگہ اپدیش دیتے تھے مرنے کے بعد وہیں سمادہ بنوائی گئی جس پر کہ حسب ذیل عبارت کندہ کی گئی پرم پرش پُورن دہنی سوامی جی مہاراج جو کہ سنت مت گورو روپ دہار کر بھادوں بدی اشٹمی سمت ۱۸۷۵ مطابق اگست سنہ ۱۸۱۸ء کو پرگٹ ہوئے اور ۱۵ جون سنہ ۱۸۷۸ء مطابق اساڑھ بدی پکم سمت ۱۹۳۵ کو اپنے نج دہام کو پدہارے یہانتک تو عبارت اُس وقت موجود تھی جبتک کہ اُن کی پتنی مائی رادہا جی زندہ تھیں لیکن جب رادہا جی کا بھی دیہانت دسمبر سنہ ۱۸۹۴ء میں ہوگیا تو اُن کا شریر جلانے کے بعد اُن کی راکھ اور استہان علیحدہ رکھی ہی رکھے ۱۰ جولائی سنہ ۱۸۹۵ء کو لالہ شبدیال سنگھ کی سمادہ کھودی گئی اور اس میں سے صندوق مملوہ راکھ و ہڈیاں لالہ شبدیال سنگھ نکالا گیا ۔ اُن کی کسی قدر ہڈیاں بطور تبرک تقسیم کی گئیں اور

کی راکھ قریباً ۹ سیر چنپت رائے ۔ سالگرام اور لالہ پرتاپ سنگھ برادر خورد لالہ شب دیال سنگھ نے نصف نصف تقسیم کر لی ۔ راوہاجی کی بھی کچھ ہڈیاں بطور تبرک تقسیم کی گئیں اور اُس کے بعد دونوں کی ہڈیاں اور راکھ صندوقوں میں بند کر کے سماوہ واسطے درست کرائی گئی اور حسب ذیل الفاظ ایزاد کئے گئے اور پریم تارا وہاجی صاحب جو کہ پیلی نومبر ۱۸۹۸ء مطابق کاتک سدی چوتھ سمت ۱۹۵۱ بکرمی کو پرم دہام سدہارے ۔ لالہ شب دیال کے مرنے کے بعد سوامی باغ اُن کی سماوہ و دیگر سامان وغیرہ پہنچے گئے چنانچہ رائے صاحب کی مفصلہ ذیل ہدایت اُس کی کافی شہادت ہے ۔

کل جیونکو جو راوہا سوامی مت میں شامل ہیں مناسب اور لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے ایک دفعہ آگرہ میں آ کر راوہا سوامی باغ میں راوہا سوامی دیال کی سماوہی اور اُن کے نشانوں کا جیسے پلنگ اور کرسی اور بھجن کرنے کی چوکی کا بہت درشن کریں اور وہاں متہا ٹیک کر اپنا بھاگ بڑہائیں اور سماوہ پر پھول چڑہائیں کیونکہ ان سب چیزوں میں جو اُن کی سیوا میں رہی ہیں اُن کے چرنوں کی نرمل امرت کی دہارا موجود ہے ۔ راوہا سوامی باغ کے کنوئیں کا جل ہے راوہا سوامی دیال کا مکہہ امرت اور چرنامرت سمجھ کر اسکو ضرور پان کریں (راوہا سوامی مت اپدیش صفحہ ۱۳)

راوہا سوامی دیال نے خود اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ جو کوئی راوہا سوامی باغ میں آویگا اُس کو بھجن کرنے کے برابر فایدہ ہوگا ۔ اور جو وہاں بیٹھ کر بھجن اور دھیان کریگا اُس کو خصوصیت کے ساتھ فایدہ حاصل ہوگا ۔ یعنے راوہا سوامی دیال کی خاص دیا اور مہر کا ادہکاری ہوگا (راوہا سوامی مت اپدیش صفحہ ۲۳) رائے صاحب اپنے گورو کی سیوڑی میں اپنی سماوہ پلنگ ۔ جھونا وغیرہ بھی چیلوں سے بچھوانے کے واسطے پیپل منڈی میں دوسرا اڈہ جما گئے ۔

(۲) رائے سالگرام صاحب راوہا سوامی مت کے بیان میں ۔

لالہ شب دیال کے انتقال کر جانے کے بعد رائے صاحب خود گدی نشین بن بیٹھے انہوں نے اپنے زمانہ میں ٹھاٹھ کو خوب بڑہایا آپ ذات کے کائستھ تھے شروع میں آپ پوسٹ ماسٹر جنرل کے دفتر کے ہیڈ اسسٹنٹ تھے بعد ازاں سپرنٹنڈنٹ پوسٹ آفس گرہ و ڈویژن کے ہو گئے ۔ لالہ شب دیال جی کے چہوٹے بہائی لالہ پرتاپ سنگھ جی رائے صاحب کی ماتحتی میں کلرک تھے عیہ اپنے بہائی کی رائے صاحب سے تعریف کیا کرتے تھے کہ وہ بڑے کامل فقیر ہیں چونکہ اُن کو سادہوؤں اور فقیروں کی سیوا کا بڑا شوق تہا ایک دن یہ شب دیال سنگھ جی کو ملنے گئے رفتہ رفتہ یہ حالت ہو گئی کہ آپ اُن کے چیلے ہو گئے اور ہر قسم کی سیوا اپنے گورو کی کرتے رہے کہا جاتا ہے کہ رائے صاحب اکثر دریائے جمنا سے خود پانی لا کر اپنے گورو کو نہلایا کرتے تھے ۔ رائے صاحب کے عہد حکومت میں راوہا سوامیوں کا عبادت خانہ بجائے پنّی گلی کے پیپل منڈی میں تبدیل ہو گیا آپ نے اپنے زمانہ میں گورو سیوا کا ستو یہاں تک بڑہایا کہ آپ کی جوٹہی پوریوں کے ٹکڑے لفافوں میں بند ہو کر دور دور چیلوں کے واسطے گورو پرشادی کے طور پر جانے لگے اپنے بڑے بڑے فوٹو تیار کروائے اور فوٹو پرستی کو خوب رونق دی ۔ اپنی ٹوپی میں اپنے گورو شب دیال جی کی تصویر لگوائی ۔ وقت گورو کی سیوا کے بہت رنود دیا تصنیفات کا بازار گرم ہوا بہت سی کتابیں اوٹ پٹانگ لکھہ ماریں ایک اخبار پریم پتر نامی جاری کیا آخر آپ بہی پرم دہام سدہارے اور اُن کے حکم کے موافق اُن کے فرزند ارجمند لالہ اجودہیا پرشاد جی نے اپنے مکان پر ایک عالیشان سماوہی تیار کروائی اور خود سماوہی کے مالک و پجاری بن بیٹھے ۔ سنا جاتا ہے کہ چونکہ رائے صاحب ان سے کئی ایک وجوہات سے خوش نہ تھے اسواسطے اُن کی وصیت تہی کہ پنڈت برہم شنکر جی جن کو وہ برہمانند کے نام سے پکارا کرتے تھے میرے پیچھے گدی نشین ہوں یہی کارن ہے کہ بہت سے چیلے تو پنڈت صاحب کی زیارت کو جاتے ہیں اور اکثر رائے صاحب کی سماوہی کی وجہ سے لالہ اجودہیا پرشاد کی سیوا میں جمع ہوتے ہیں ۔ لالہ پرتاپ سنگھ جی برادر خورد لالہ شب دیال جی اپنی دوکان الگ اپنے مکان پر جماتے ہیں ۔

(۳) زیارت گاہ نمبر ۲ واقعہ پیپل منڈی شہر آگرہ کے بیان میں ۔

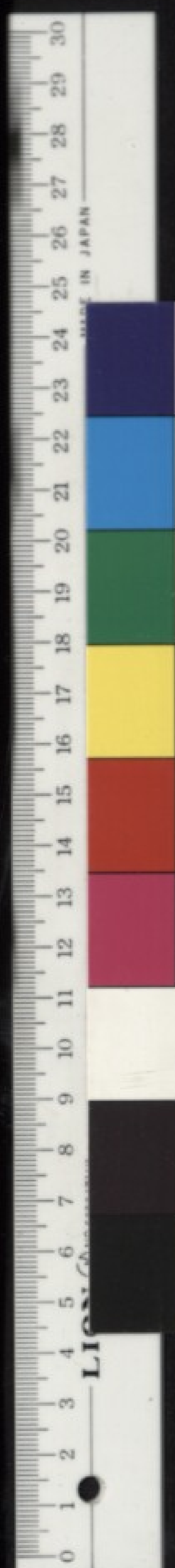
پیپل منڈی میں رائے صاحب کے عالیشان مکان کے ایک حصہ میں ایک بہت بڑا ہال بنوایا گیا ہے جس کے عین بیچ میں رائے صاحب کی سماوہی سنگ مرمر کی بنوائی گئی ہے ۔ اُس کے اوپر ایک طلائی پردہ اور ایک جالی کا پردہ ڈالا ہوا ہے ۔ جس کے اوپر ایک فوٹو رائے صاحب کا رکھا ہوا ہے اور ایک جوڑا کھڑاؤں کا سماوہی کے سامنے رکھا ہے (جس کو غالباً رائے صاحب پہنا کرتے ہونگے) ان کھڑاؤں کے اوپر ہر ایک آدمی جا کر ماتہا رگڑتا ہے اس سماوہی کی دہنی طرف ایک بہت بڑا رنگین جھولا مع گدی اور تکیہ کے رکھا ہوا ہے اس میں بھی ایک فوٹو رکھا ہوا ہے کہا جاتا ہے کہ ساون کے مہینے میں رائے صاحب اسی میں جھولا کرتے تھے ۔ سماوہی کے بائیں طرف ایک پلنگ مع مخملی بچھونے اور تکیہ کے بچھا ہے جو کہ رائے صاحب کی شیّا ہوگی ۔ سماوہی کے عین پیچھے ایک چاندی کی بنی ہوئی مسند رکھی ہوئی ہے جس کے اندر بہت بڑا فوٹو سنہری فریم میں پہنے مع دو بڑے بڑے چنوروں کے رکھا ہوا ہے ۔ اُس کے پاس ایک الماری رکھی ہوئی ہے جس میں کہ رائے صاحب کے پہننے کے کپڑے رکھے ہوئے بیان کئے جاتے ہیں ۔

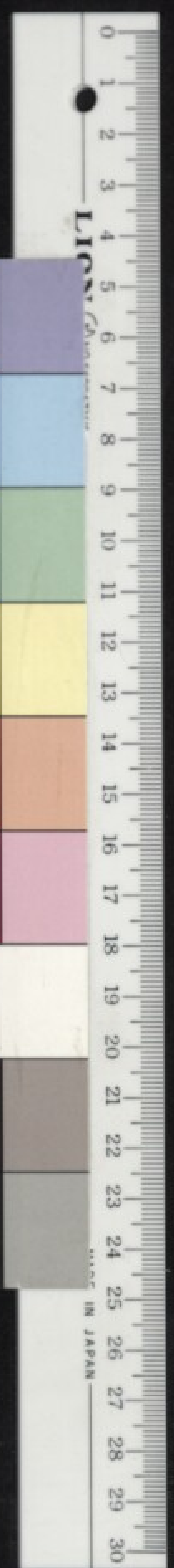
(۴) حال میں گدی کیوں خالی ہے ؟

یہ پرشن تو لابدت ہے کہ رائے صاحب کے بعد ابھی تک کیوں خالی ہے اکثر جواب یہی ملتا ہے کہ پنڈت برہم شنکر جی کی پرشن ہانے کی دیر ہے دیکھیں پرم پرش پورن دہنی کے اوتار اور درشن کا دیکھیں

(۵) گورو کی سیوا ۔

آرت سیوا نت ہی کرے	کام کرودہ دو جب ہرے
چرن دہلاوے پنکہا پھیرے	جگی جیسے پانی بہرے ۔
موری دہو جہاڑو کرواوے	کہو کہہ انہ مٹی لاوے
ہاتہہ دہلاوا اتن کرواوے	کاٹ پیڑ سے داتن لاوے
ٹہنا اشنان کراوے	انگ پوچھا دوہوتی پہناوے
دہوتی دہو ٹکو انگوچہا وسوٹی	کنگہا کرے بال بل کہووے ۔
بستر بنہا دے تلک لگا دے	کرے رسوئی بہوگ دہرادے ۔
جل اچوائے حقہ بہرے	پلنگ بچھاوے بنتی کرے





پیک وان سے پیک کرادو | پھر سب پیک آپ ہی جاوے
نانا ودھی کی سیوا کرے | نیچ اونچ جو جو آ پڑے
کوئی شبہ میں آ نہ لاوے | جو گورو کہیں سو کار کرادو

(۱۷) چیلا گورو کی کہاں تک سیوا کرے؟ مہاتمیہ گرو صفحہ ۱۵۱

ایک جنم گرو بھگتی کر جنم دوسرے نام جنم تیسرے مکتی پد چوتھے میں پنج دہام (جو لوگ رادہا سوامی کے نیکر ست شبد یوگ سے بہت جلد پنج دہام میں پہونچنے کا دم مارتے ہیں غور سے پڑھیں) ایک جنم تو گورو جی کی پیک وان صاف کرنے اور پی جانے میں تباہ ہوگا اور باقی سکیہ۔

الراقم (پادری) ملک روشن خاں از جنڈیالہ ضلع امرتسر۔

ڈاکٹر دتا صاحب
اور
مسٹر وارث الدین کا سفر یورپ

اکتوبر ۸ء میں بریڈفورڈ میں تھا۔

اتوار کا دن ۱/۲ ۲ بجے بعد دوپہر گرجا میں سنڈے سکول کی نماز تھی۔ اور یہ خدمت میرے سپرد تھی۔ میں گرجا میں گیا۔ مگر گرجا بند اور لوگ باہر بیٹھے ہوئے۔ چرچ سپر نمازدو میں پادری ٹمسن صاحب کے گھر سے چابی لایا۔ گرجا کھلوایا۔ پیچھے معلوم ہوا۔ کہ پچھلے ہفتہ بھی اتوار کو لوگ گھر چلے گئے تھے۔ کیونکہ کوئی نماز کرانے والا (امام) نہ تھا۔ مسٹر میرس جو ۸۰ سال کی بڑھیا تھی۔ اور اندھی تھی بڑھاپے کے سبب اس کو ایسے دعا کی گئی تھی۔ خدا نے اسے بینائی بخشی۔ تو تاریخ کو عجیب بات دیکھی کہ ۴ بجے والی ٹرین کی تمام گاڑیاں خالی ایک مسافر بھی نہ تھا۔ آج میں الکلس فیلڈ میں پادری جیمس صاحب کے گھر میں تھا۔ وہاں میٹنگز ہوئیں۔ لوگوں نے بہت شوق سے سنا۔ پھر میں ہیس فیلڈ میں گیا۔ یہاں کے لڑکے لڑکیوں کے سکول میں میٹنگ تھی۔ یہاں کے لڑکے لڑکیوں نے مجھے تیار کر جس ململ کی پگڑی تم نے پہنی ہوئی ہے وہ ہمارے ہاتھ کی بنی ہوئی ہے۔ ہم یہاں بنتے ہیں۔ ۷۰ گز کے واسطے ہم کو سوا تین آنہ ۳۰ بوائی مزدوری ملتی ہے ہم تیار کرکے مانچسٹر کو بھیج دیتے ہیں میں سنٹ جونس کرکے چرچ کو جارہا تھا میں نے پگڑی پہنی ہوئی تھی۔ ۲ چھوٹے لڑکے مجھے دیکھکر کہنے لگے۔ دیکھو وہ کرسمس فادر جارہا ہے۔ اُن کے خیال میں ۲ مہینہ پیشتر ہی میں کرسمس کا سوانگ بھرا ہوا تھا۔ الکلس فیلڈ میں ریشم اور کپڑا بننے کے بڑے کارخانہ میں ۳۲ ہزار کی آبادی ہے ۸ بڑے گرجے ہیں۔ آج معلوم ہوا کہ بڈھوں کی پنشن کا بل پاس ہوگیا۔ ۷۰ برس سے اوپر والے لوگوں کو ملیگی۔ اور ڈاکخانہ کے وسیلے ملا کریگی۔

یہاں ایک رات شام کی عبادت کے بعد بہت لڑکے لڑکیاں عورتیں میرے گرد جمع ہوگئے۔ اور مختلف سوالات کرتے تھے۔ مجھ سے پوچھا کہ ہمارا ملک تم کو پسند ہے میں نے کہا کہ ہاں مگر بہت باتیں ناپسند بھی ہیں۔ گرجا بہت ہے مگر نام کے مسیحی زیادہ ہیں۔ ظاہرداری پر بہت زور ہے۔ ایک عورت نے کہا کہ کچھ عرصہ ہوا۔ کہ ایک جاپانی یہاں آئے تھے۔ انہوں نے انگلستان میں جو کچھ دیکھا اپنے ملک میں جاکر بیان کیا اور کہا کہ اگر یہی مسیحیت ہے جو انگلستان میں ہے تو ہم مسیحی نہیں ہونگے میں نے کہا کہ میرا خیال اس کے مطابق نہیں۔ کیونکہ انگلستان دیکھکر میں مسیحی نہیں ہوا۔ اور نہ انگریزوں پر میرا ایمان ہے مسیح نے مجھ کو پایا ہے۔ اور میں مسیح پر ایمان لایا ہوں۔ انگریز یہودی ہو ہوویں میں مسیحی ہوں اور مسیحی مرونگا۔

۱۱ اکتوبر اتوار کے روز میں الکلس فیلڈ میں تھا صبح کی نماز میں مجھے کہا گیا کہ میں ہندوستان کی عورتوں کا کچھ حال سناؤں میں نے کچھ بیان کیا اور پنجابی زنانہ گیت کا ایک فقرہ سنایا۔ رکھ لے بابل وے گھر اپنے تمام حاضرین کھل کھلا کر ہنس پڑے۔ دوپہر کے بعد مجھے کرائسٹ چرچ میں وعظ کرنا تھا۔ نائب پادری نے مجھے کہا کہ ایک گھنٹہ مجھے وعظ کرنا ہوگا۔ میں نے کہا بہت اچھا میں آدھ گھنٹہ بولوں پھر آپ گیت گادیں۔ میں خاموش رہونگا۔ پھر آدھا گھنٹہ بولونگا جب آدھا گھنٹہ بولکر گیت گانے لگے تو بڑے پادری صاحب آگئے۔ انہوں نے نائب پادری کو کسی جگہ بھیجدیا۔ گیت کے بعد انہوں نے دعائیں شروع کردیں۔ ایک لیڈی نے انہیں جاکر کہا کہ ابھی وعظ ختم نہیں ہوا تب انہوں نے دعائیں چھوڑدیں اور میں وعظ کرنے کھڑا ہوگیا

۱۳ اکتوبر کو میں ہیک بل کو گیا۔ پادری کیوربتھ صاحب کے ہاں ٹھہرا میٹنگز کیں مشن کے واسطے چندہ بھی ہوا۔ یہاں سے پادری کیوربتھ صاحب کے ساتھ میں ایک گاؤں کو گیا۔

یہاں چینی مٹی کے برتن بنانے کا ایک بڑا کارخانہ ہے اس میں دو ہزار آدمی کام کرتے ہیں۔ بہت اعلیٰ درجہ کا پھولدار کام کرتے ہیں۔ مجھے چینی کا ایک پھولدان دکھایا گیا جس کی قیمت ۲ ہزار روپیہ تھی۔ ایک پلیٹ ساٹھ روپیہ قیمت کا اس پر عجیب و غریب کام تھا۔ اور تصویریں بنی تھیں۔ سب کام مشینوں سے ہوتا ہے۔ مٹی صاف ہوتی ہے چاک مشین سے چلتے۔ ایک شخص جو چاک پر کام کرتا تھا ۱۸۰ روپیہ اس کی ماہوار تنخواہ تھی۔ عورتیں مٹی کے لوندے بناتی تھیں ۵۰ روپیہ فی عورت تنخواہ۔ برتن تیار کرکے بچے خراد تے ہیں۔ بچے بھی ۲۰،۲۰ روپیہ ماہوار کما لیتے ہیں۔ یہ مٹی کارنوال سے منگوائی جاتی ہے ۴۸ گھنٹے برتن پکانے کو بھٹی میں رکھتے ہیں سب کام کارخانہ کے اندر ہی ہوتا ہے یہاں صندوقوں میں بند کرکے دوسرے ملکوں کو بھیجے جاتے ہیں یہاں سے پھر میں بریڈفورڈ واپس آیا۔ ڈاکٹر دتا صاحب سے آخر ملاقات ہوئی۔ وہ ہندوستان کو روانہ ہونے والے تھے۔ انہوں نے مجھے تاکید کی کہ ہندوستان پہونچتے ہی ہوشیارپور ملنے کو آنا۔ میں نے کہا انشاءاللہ کوئنگ نفن کے جدا ہوتے ہوئے ہوشیارپور میں ملینگے۔

۱۵ اکتوبر کو میں ہڈرسفیلڈ کو گیا۔ اور پادری پانڈی صاحب کے ساتھ ونکسن صاحب کے گھر گئے ونکسن صاحب کا ایک باغ ہے جس میں ہر قسم کے پودے اور جانور

درخت اور سبزی ہے سب سے بڑا باغ ہے ۸۰۰ ایکڑ اور ۳۰۰ ایکڑ زمین میں شاہ ہنری ہفتم نے یہ زمین انکو عطا کی ہوئی ہے جاگیر ہے اور معافی ہے برمنگہم یہاں سے ۱/۲ ۲ میل ہے وصیت موں تو سے کوہر سال یہاں باغ میں میلہ ہوتا ہے۔ قریب تیس ہزار کے آدمی آتے ہیں فی کس ۲ پنس فیس دینی پڑتی ہے۔ شام کو ٹاؤن ہال میں بائیبل سوسائٹی کے واسطے میٹنگ ہوئی۔ میں آدھا گھنٹہ تک اُس میں بولتا رہا۔ چندہ بعدہ ۹۰ روپیہ ہوا حاضرین بھی ۹۰ ہی تھے۔ میں یہاں سے روانہ ہو کر سٹفرڈ کو ریل میں آرہا تھا۔ اُسی گاڑی میں ایک ملحد انگریز بھی بیٹھا تھا۔ اُس سے بات چیت ہوئی کہنے لگا کہ بائیبل بیوقوف پرانے زمانے کے لوگوں کے واسطے تھی۔ اب ہم بائیبل کے علم سے بہت آگے بڑھے ہوئے ہیں جو کچھ علم نے کیا ہے۔ وہ خدا نے بھی نہیں۔ خدا کے ماننے والے صرف ان پڑھ جاہل انگریز ہیں۔ میں بڑلف سے آخری الوداعی کہکر رخصت ہو کر مانچسٹر کو آیا۔ کیونکہ جا بجا میٹنگ کر کے مجھے کنعان کے واسطے روانہ ہونا تھا۔ مانچسٹر میں ایک میٹنگ تھی۔ جس میں ایک انگریز نے کھڑے ہو کر بیان کیا کہ اگرچہ میری پیدائش انگلستان کی ہے اور میں انگریز ہوں مگر میری دلی اور روحانی تبدیلی ہندوستان کے شہر بنگلور میں ہوئی تھی۔ باقی دارشتہ

وارث الدین مانچسٹر ۲۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۸ء

ضرورت

ایک بیوہ عورت نوکری کی تلاش میں ہے۔ وہ مِتری یا بائبل وومن کا کام چاہتی ہے۔ اگر کوئی مشن ہو جس میں فی الحال ایسی عورت کی خدمت کی ضرورت ہو تو پادری ایس ایس آلنٹ کیمرج مشن دہلی سے اس کی ساری حالت اور حقیقت دریافت ہو سکتی ہے۔

شعر و سخن

غزل

اے مسیح جو جان و دل سے تجھ پہ دیوانہ نہیں
شمع عشق و ذوق کا ہرگز وہ پروانہ نہیں۔
گونجتی ہے عرش سے تا فرش بس تیری صدا۔
کونسی ہے بزم ہ جس میں تیرا افسانہ نہیں۔
مسکن حق ہے اسے حق کے لئے کر دے نذر
خانۂ دل تو ترا آخر یہ بت خانہ نہیں۔
مظہر ذات حقیقی بالیقیں ہے ابن حق۔
مانتا ہوں سچ اسے میں کوئی دیوانہ نہیں
ناجی و شافی سبھوں کا جان تو عیسٰی کو بس
شوکتا! اس بن کسی سے اپنا یارانہ نہیں۔
الراقم خاکسار ایم۔ جے شیفن بن شوکت جبلپی

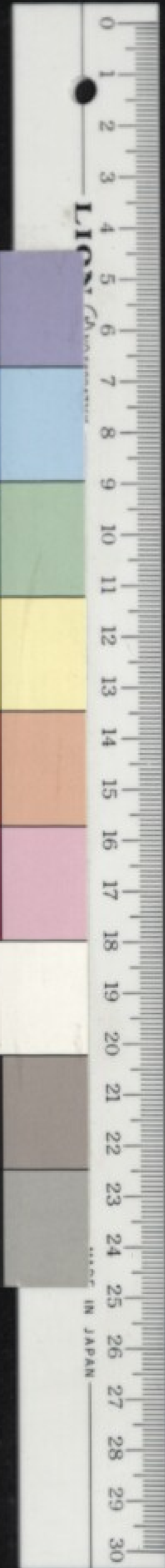
غزل

مثال برق ہے ہر شعلہ میرے آتش غم کا
نہیں بارش سے کم ہر اشک میرے چشم پرنم کا
عجب ہے چلبلاہٹ زخم دل میں درد عصیاں سے
مزہ لیتی ہیں میری استخواں سوز جہنم کا۔
ترے جود و کرم سے کشت دل سرسبز ہو میری
نہیں محتاج گلشن میں ہے غنچہ کام شبنم کا۔
کہاں طاقت سنے تیر قضا کی سپر دل میرا
قضا کے سامنے ہوتا ہے سینہ رستم کا
شب فرقت کو نسبت کیا ہماری درد ہجراں سے
کرے بس خاتمہ ہر لفظ آہ اس قصہ غم کا
سہیل ابن حق سے تشنگی اپنی بجھا زاہد
پیاسا خضر راہ بن کر ذرہ تو آب زمزم کا۔

مسیحا روز محشر میں کرم سے مغفرت کرنا
مسافر ہے جہاں میں اب ترا ثاقب کوئی دم کا
خاکسار جارج ملٹن ثاقب لودھیانوی

مسدس

چرخ بالا سے چمکتا ہے ستارہ کیسا
دیکھ چاروں طرف نور ہے پھیلا کیسا
ہر دو عالم میں ہوا آج اجالا کیسا۔
بزم راحت کا ہوا لطف دوبالا کیسا۔
چشمۂ نور حسیں دہر میں آیا کیسا
عرش سے فرش تلک نور ہے چھایا کیسا
مژدہ ہم کو یہ فرشتوں نے سنایا کیسا
اہل دنیا کو ہے اس وقت اچنبھا کیسا۔
نقشۂ رنج مسرت سے ہے بدلا کیسا
شادمانی نے کیا آج بسیرا کیسا۔
آج ہنگامۂ عشرت ہے خدایا کیسا۔
مے عشرت سے ہے پر جام نصاریٰ کیسا
چرخ سے آتا ہے الطاف کا جھونکا کیسا
کھلکھلاتا ہے میرے دل کا شگوفہ کیسا۔
دل ناچیز نے اب پایا ہے رتبہ کیسا۔
نقشۂ عیش ہے عالم سے ہویدا کیسا
دل گنہگاروں کا ہے غم سے مبرا کیسا
اہل عالم کو ملا آج یہ تبرا کیسا؟
گلشن دہر میں کیوں آج بہار آئی ہے
ہر شجر میں یہ ہر اک گل میں ولا رائی ہے۔
باغ عالم پہ نئی شکل عجیب آئی ہے
چارسو کس لئے شادی کی گھٹا چھائی ہے
شادماں آج ہر اک غنچہ ہے کیوں کھل کھلکر
اپنی ہی بو کے مزے لیتا ہے کیوں ہل ہل کر؟
کون ہے تجھ میں اے گلزار جہاں آنکو۔ کون ہے فخر حسینان زماں آنکو



کون ہے چھوڑ کے فردوس یہاں آنے کو
کون ہو آج یہاں شیریں زباں آنے کو۔
دیکھتا شوق سے ہو نرگس بیمار کسے
جام لالہ ہے کھڑا کرنیکو سرشار کسے
ہر دو عالم میں مچی محفل عشرت کیسی۔
کیسی فرحت ہے خوشی کیسی ہے راحت کیسی۔
اب سیہ کاروں کی جاگی ہے یہ قسمت کیسی
اپنی دنیا بھی بنی آج ہے جنت کیسی۔
گل مقصود بھی اک آن میں کھلنے کو ہے
ہر اک ارماں دل مخزوں سے نکلنے کو ہو۔
روز پیدائش عیسی وفادار ہے آج
رشک خورشید جہاں تاب کا دیدار ہو آج
آمد ابن خداوند جہاں دار ہے آج۔
گرم اس واسطے بس عشق کا بازار ہو آج
منتظر اُس کی فقط نرگس بیمار ہے آج
دہر کا خلد مجسم بنا گلزار ہے آج
شب تاریکئے عصیاں میں ہو اختر چمکا۔
یا سیہ کاروں کی قسمت کھلی یا دُر چمکا۔
ایسا پر نور یہ دنیا میں ہے گوہر چمکا۔
جس کے جلوے سے جہاں سارا سراسر چمکا
ظلمت عہد شیاطیں کو اُڑایا اس نے
بقعہ نور سب عالم کو بنایا اس نے
باغ عالم کی مسرت کا یہی باعث ہے
خوش نواؤں کی لطافت کا یہی باعث ہو
گل و غنچے کی نزاکت کا یہی باعث ہے
اور گنہگاروں کی راحت کا یہی باعث ہو۔
اُس کی آمد کا ہی سیلاب ہے یہاں غل اتنا
ہے تبھی شیریں یہ اب نغمہ بلبل اتنا۔
ہم گنہگاروں سے کی حق نے محبت کیسی
اپنے بیٹے کو جو بخشا ہو یہ اُلفت کیسی۔

واہ قرباں کہ کی اُس نے مروت کیسی۔
ہم سیہ کاروں سے کی اُس نے یہ شفقت کیسی
ہمیں دنیا میں خداوند نے بیٹا بھیجا۔
اہل دنیا کے ہو چھٹکارے کا سبب بھیجا
وہ یہاں آج ہے لوگوں کو بچانے آیا۔
کشتۂ خنجر شیطاں کو چھڑانے آیا۔
لطف بے مثل خداوند دکھانے آیا۔
ہیں جو مردے اُنھیں قم کہکے جلانے آیا
ابن اللہ کا کیا پیارا ہے سبحان اللہ
جس پہ قربان دل ہر بادہ سبحان اللہ
صادقا لطف الٰہی ہے نرالا کیسا۔
جسنے قایم کیا بچنے کا طریقہ کیسا۔
ہم گنہگاروں کو اللہ نے چاہا کیسا
اپنے وعدہ کو واللہ کہ نباہا کیسا۔
اب بھی چھٹکارا نپائے جو قصور اُس کا ہو۔
قابل رحم سدا حال ضرور اُس کا ہے۔

الراقم بندہ ناچیز۔ لاموایل صادق۔ راولپنڈی

غزل

بلند ہے رتبہ جس نبی کا ہوا ہوں میں اُمتی اُسی کا
نہیں ہوں طالب کسی پری کا ہوں بندہ عیسی ناصری کا
مثال بلبل ہوں زار و نالاں برنگ شبنم ہوں زود گریاں
میں ہوں دل و جاں سے اُس پہ قرباں جو رنگ ہے باغ دلبری کا
مجھے گناہ سے نکال عیسی پکڑ کے باہو اور سنبھال عیسی
دکھا دے اپنا جمال عیسی کہ وقت مجھ پر ہے بیکسی کا
اُٹھائے میں سخت رنج و کلفت بلا کی چھائی ہو سر پہ ظلمت
سحر بنا میری شام غربت تو مہر ہے چرخ برتری کا
بعیں کے قبضہ میں جا پھنسا تھا اُسی کو دل اپنا دے چکا تھا
ہمیشہ تجھ سے جدا رہا تھا نہ دھیان تھا کچھ بُری بھلی کا

مصیبتوں کو اُٹھایا تو نے کہ خون اپنا بہایا تو نے
یہ پیار بے حد دکھایا تو نے کہ ہو نہ اُمت کا بال بیکا
مسیح دہر فنا میں اگر ہزاروں صدمے اُٹھا اُٹھا کر
خدا کے دو بنے وہ مٹھیا جا کر جو رحم سے پاؤں وا کسی کا
ہے التجا میری تجھ سے اتنی مرے گناہوں کو دور کردو
نجات بخشو نجات بخشو عطا کرو تاج زندگی کا۔
جو چاہو شاکر ہو رتبہ برتر تو نقش کر لو یہ بات دل پر
مخالفت سے بعیں کی بہتر مزا ہو عیسی سے دوستی کا

پیارے لال شاکر از کانپور

فرصت

جو شخص بہت ہی مصروف ہے اُس کو بھی اتنی فرصت ملجاتی ہے کہ اگر وہ چاہے تو اپنے مقررہ کام کے علاوہ اور بہت سا کام کرسکتا ہے اسلئے بالکل بیکار رہ کر ایک لمحہ بھی مت ضائع کرو۔ کام کے وقت تو کام ہوتا ہی ہے لیکن فرصت کے وقت کے لئے بھی کچھ کام ہے فرصت کا وقت سونے کے لئے نہیں دوسروں کی غیبت اور فضول بات چیت کے لئے نہیں۔ بدصحبت میں گزارنے کے لئے نہیں۔ تماش بازی کے لئے نہیں۔ بلکہ فرحت اور تازگی بخش کاموں کے لئے ہے۔ بوقت فرصت بعض سلائی کرتے ہیں بعض مطالعہ کرتے ہیں۔ بعض سیر کرتے ہیں بعض دوست آشناؤں کے گھر جاکر بات چیت کرتے ہیں۔ بعض خطوط لکھتے ہیں۔ بعض گانے بجاتے ہیں بعض چڑیا گھر میں جاکر مختلف قسم کے جانوروں کو دیکھتے اور اُن کی عادات سے واقفیت حاصل کرتے ہیں۔ جو شخص فرصت پاکر صرف سوتا ہی ہے یا عیش و عشرت میں مصروف رہتا ہے وہ جلد ہی اپنے مقررہ کام میں بھی غفلت کرنے لگیگا۔ وقت فرصت کے مناسب استعمال سے بہت سے ناخواندہ اشخاص عالم بن گئے۔ انجان آدمی کاریگر ہو گئے دہرم سے ناواقف لوگ دھرماتما بن گئے۔

مفلس تونگر ہو گئے۔ کیا ہم کو ہر روز ایک صفحہ پڑھنے کی بھی فرصت نہیں۔ ہر روز ایک صفحہ پڑھنے سے سال بھر میں ۳۶۵ صفحے پڑھے جاتے ہیں اتنے سے بھی اس قدر گیان حاصل ہو سکتا ہے کہ جس کا اندازہ نہیں ہو سکتا کوئی خیراتی کام ہو۔ بیماروں کی خدمت ہو یا پڑوسیوں کو صلاح مشورہ دینا ہو۔ غرضیکہ ایسا کونسا شخص ہے کہ جس کو روزمرہ ان نیک کاموں میں سے ایک کام کرنے کی بھی فرصت نہ ملے اگر کوئی شخص روزمرہ صرف ایک نیک کام کرے تو وہ تھوڑے ہی عرصہ میں لوگوں کا اس قدر بھلا کر سکتا ہے کہ جس کا شمار نہیں ہو سکتا انسانی زندگی میں جس قدر بڑے بڑے نقص اور عیب دیکھے جاتے ہیں۔ ان سب کا سبب بڑا باعث کاہلی اور کم ہمتی ہے اور محنت کے بعد فرصت کے وقت یہ کم ہمتی اور کاہلی ہم کو بآسانی زیر کرتی ہیں۔ بہت سے کام کاج کے بعد جب جسم اور دل دونوں تھک جاتے ہیں اس وقت کے لئے کوئی فرحت بخش کام مقرر کر لینے سے تکان خود بخود دور ہو جاتا ہے اور تازہ ہمت پیدا ہوتی ہے اور ایک خوشی حاصل ہوتی ہے جیسے کسی زرخیز قطعہ زمین میں بار بار ایک ہی قسم کی فصل بوئی جانے سے اس کی طاقت اور زرخیزی جلد ہی ختم ہو جاتی ہے مگر بدل بدل کر مختلف اشیاء کے بونے سے زمین کی طاقت زائل ہی نہیں ہوتی۔ بلکہ ترقی حاصل کرتی ہے اور اس سے کاشتکار کی آمدنی بڑھتی ہے اسی طرح سے ایک ہی قسم کا کام دن بھر کرتے رہنے سے انسان جلد تھک جاتا ہے اور بے ہمت ہو جاتا ہے لیکن بدل بدل کر مختلف وقتوں میں مختلف کام کرتے رہنے سے ہمت اور کام کرنے کی طاقت کم نہیں ہوتی بلکہ برابر ترقی کرتی رہتی ہے اور اس سے انسان کو کئی قسم کی حشمت اور ترقی حاصل ہوتی ہے۔ برہم پرچارک

پیشتر اس کے کہ ہم کسی کے نقص کو کسی کی غیر موجودگی میں ذکر کریں تو طبعاً ہمیں اپنے آپ سے سوال کرنا چاہئے اول یہ کہ کیا یہ بات سچ ہے۔ دوئم یہ کہ کیا ایسا کرنا مہربانی میں داخل ہوگا۔ سوئم یہ کہ کیا اس کے ذکر کرنے کی اشد ضرورت ہے

انتخاب الاخبار

گرانی غلہ

ہم نے سیر جہان فانی دیکھی ٭ ہر چیز یہاں کی آنی جانی دیکھی
جو جا کے نہ آئے وہ جوانی دیکھی ٭ جو آ کے نہ جائے وہ گرانی دیکھی

آجکل جس قدر سوشل، پولیٹیکل، اکونومیکل مسائل پیش ہیں جن پر اہل الرائے کی توجہ معطوف ہو رہی ہے۔ ان میں سب سے بڑا سب سے پیچیدہ سب سے ضروری سوال گرانی غلہ کا ہے یہ ایسا سوال ہے جس کا تعلق ہندوستان میں ہر ذی بشر کے ساتھ ہے امیروں کو چھوڑ کر (اور ان کی تعداد ہی کتنی ہے) باقی ہر چھوٹے بڑے ادنیٰ و اعلیٰ جوان بڈھے عورت مرد کو بھی یہی مسئلہ رات دن بے چین رکھتا ہے کہ الٰہی کبھی پھر بھی وہ زمانہ آئیگا کہ کھانے پینے کی چیزیں سستی ہونگی۔ بس سستی نہ سہی ان کی قیمت تو اسقدر ہو جائے کہ ناگوار نہ گذرے وہ تو مزدوری کی اجرت بڑھ جانے سے غریب لوگ اب تک سلامت رہے ورنہ خدا جانے کیسی قیامت برپا ہوتی ۷½ سیر کا آٹا کھاتے کھاتے خلقت کو دو سال گزر گئے ہیں اور آئندہ بھی فصل کی طرف سے کچھ ایسی امید نہیں ہے کہ گرانی کے مٹ جانے کی توقع کی جائے کیونکہ مہاوٹ صرف پنجاب اور صوبہ جات متحدہ کے صرف چند مغربی اضلاع میں ہوئی ہے باقی تمام ملک میں بارش کی سخت ضرورت ہے۔ پڑھے لکھے لوگ لارڈ مورلے کی سکیم اصلاحات پر مغز کھپاتے ہیں طرح طرح کے بحث مباحثے اور رائے زنیاں ہوتی ہیں لیکن ملک کے ۳۰ کروڑ انسانوں میں سے ۲۹ کروڑ کے لئے اس سے بڑا قابل بحث کوئی سوال نہیں ہے کہ ضروریات بہت گراں ہو گئی ہیں اس قدر گراں کہ سخت سے سخت قحط کے زمانہ میں ہوا کرتی تھیں۔ مگر زمانہ سابق میں جب کبھی قحط پڑتا تھا تو بجز غلہ کے اور تمام چیزیں سستی ہو جایا کرتی تھیں مگر آجکل عجیب کیفیت ہے کہ بجز نمک کے دنیا کی ہر ایک چیز کو آگ لگی ہوئی ہے پچھلے قحطوں میں جب اناج مہنگا ہوتا تو ایندھن بہت سستا ہو جاتا تھا۔ مزدوری بہت ارزاں ہوتی تھی۔ ماکولات برائے نام قیمت پر فروخت ہوتے تھے۔ مگر آج کل جو حال ہے وہ سب پر روشن ہے ہم مان لیتے ہیں کہ بارش بروقت نہ ہونے سے گیہوں، مکی، چاول، باجرہ، جوار، مونگ، موٹھ کی پیداوار کم ہوئی۔ مگر گاجر اور مولیاں اور مٹر اور گوبھی اور میتھی وغیرہ کی گرانی کی کیا وجہ ہے۔

چونکہ ستۂ ضروریہ میں سب سے اہم ضرورت تنور شکم کے گرم کرنے کی ہے اسلئے لازمی طور پر انسان مجبور ہوتا ہے کہ پہلے اس کا انتظام کرے اور دوسری تمام ضرورتوں کو بالائے طاق رکھدے۔ تمام پیشوں اور تجارتوں کی سرد بازاری کی یہ وجہ ہے کہ ہر شخص کو سب سے پہلے روٹی کا فکر ہے اور جب ایک غریب آدمی کی ایک دن بھر کی محنت صرف پیٹ بھرنے کی نذر ہو جائے تو دیگر ضروریات کے لئے کہاں سے آئے۔ اس لئے لوگ آگ تاپ کر رات کاٹ سکتے ہیں۔ مگر روٹی کے ٹکڑے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے شادی بیاہ ملتوی کر دیئے گئے ہیں۔ اوسط درجہ کے لوگ تک تعمیر مکانات اور دیگر لوازمات سے ہاتھ کھینچے ہوئے ہیں کیونکہ شکم سیری کے لئے ہی ایک معقول رقم چاہئے۔

آنریبل مسٹر دادا بھائی نے پچھلے اجلاس کونسل وائسرائے میں گرانی غلہ کا سوال کر کے بہت بڑی خدمت ملک کی ادا کی ہے یہ کہنا ذرا مبالغہ نہ ہوگا کہ ہندوستان کی پبلک کے نقطہ خیال سے اس سے زیادہ ضروری اس سے بڑھ کر قابل توجہ آجتک کوئی سوال کونسل میں نہیں پوچھا گیا۔ گورنمنٹ کی طرف سے یقین دلایا گیا ہے کہ اگرچہ یہ مسئلہ نہایت پیچیدہ ہے مگر گورنمنٹ بے فکر نہیں ہے اور اس پر غور کر رہی ہے۔ انڈین نیشنل کانگرس کے اجلاس میں بھی گرانی غلہ کے متعلق ایک رزولیوشن پاس ہوا تھا کہ اس کی بابت سرکاری طور پر تحقیقات ہونی چاہئے

کہ اشیائے خوردنی کی اس غیر معمولی گرانی کی اصلی وجہ کیا ہے اور اسکا انسداد کس طرح ممکن ہو۔

مسٹر گروناکر ایڈیٹر انڈین پیپل نے اس ریزولیوشن کو پیش کرتے ہوئے بیان کیا تھا کہ ہمارے خیال میں یہ مستقل گرانی کسی معمولی وجہ سے نہیں ہے نہ پیداوار کی کمی سے اور نہ آبادی کی زیادتی سے نہ اس وجہ سے کہ ذرایع آمدورفت کی آسانی ہو جانے سے پیداوار کی نقل و حرکت میں حد سے زیادتی ہو گئی ہے نہ یہ کہ بود و باش کا معیار اعلے ہو گیا ہو اس گرانی کی وجوہات نہایت مبہم نامعلوم ہیں جن کی گورنمنٹ تحقیقات کرے تو پتہ لگ جائے انواع و اقسام کی رائیں ظاہر کی جاتی ہیں بعض کہتے ہیں کہ پیداوار کم ہونے لگی ہو لیکن سرکاری رپورٹیں اس کی تردید کرتی ہیں۔ چنانچہ گذشتہ پانچ سال میں رقبہ زیر کاشت گندم ۳۴ لاکھ ایکڑ زیادہ ہو گیا ہے اور زیر کاشت چاول ۲۵ لاکھ ایکڑ بڑھ گیا ہے زیر کاشت نخود ۱۵ لاکھ ایکڑ اور دیگر غلہ جات سے رقبہ زیر کاشت ۱۴ لاکھ ایکڑ کا اضافہ ہوا ہے پس ظاہر ہے کہ پیداوار کے قدر میں کمی نہیں ہوئی۔ دوسرا خیال یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ ممالک غیر کو گندم حد سے زیادہ روانہ ہوتی ہے اگر یہ درست ہو تو گورنمنٹ کا فرض ہے کہ بہت جلد غلہ کی نکاسی کو روکے لیکن اوّل خویش بعدہ درویش جو غلہ ہندوستان میں پیدا ہوتا ہے اس پر سب سے پہلا حق اہل ہند کا ہے۔ اگر ان کی ضرورت سے فالتو ہو تب باہر جانا چاہئے اس کا آسان علاج یہ ہے کہ غلہ کی تجارت برآمد پر ٹیکس لگایا جائے اگرچہ یہ امر فری ٹریڈ کے اصول کے خلاف ہوگا۔ مگر ایک ایسے اصول کو توڑنا جس کے توڑنے سے کروڑوں آدمیوں کو آسائش اور زندگی ملتی ہے کچھ برا نہیں ہے۔ ایک خیالی اصول کے لئے کروڑوں آدمیوں کو مبتلائے مصیبت نہیں رکھنا چاہئے۔

آنریبل سر ایلیف ولسن نے آنریبل مسٹر دادا بھائی کے سوال کے جواب میں فرمایا ہے کہ گورنمنٹ اس مسئلہ پر کافی غور کر رہی ہے اس سے توقع ہوتی ہے کہ غالباً گورنمنٹ کوئی کمیٹی تحقیقات کے لئے مقرر کریگی لیکن یہ ضروری ہے کہ اس کمیٹی میں صرف سرکاری افسر ہی شامل نہ ہوں عام رائے کے قائمقام بھی ضرور شامل ہونے چاہئیں۔ انڈین پیپل کی رائے میں آنریبل مسٹر گوکھلے یا مسٹر ایڈیجی واچا کو کمیٹی مذکور میں شریک کرنا چاہئے بہرحال مسئلہ نہایت ضروری ہے۔ اگر لارڈ منٹو نے اس مسئلہ کو اچھی طرح حل کر لیا اور گرانی کا سد باب ہو گیا تو ان کا نام ہندوستان کی تاریخ میں صرف اسلئے ہمیشہ عزت اور تعریف کے ساتھ یادگار نہیں رہیگا کہ ان کے وقت میں انتظام سلطنت میں رعایا کو حصہ دینے کی تجاویز منظور ہوئیں بلکہ اَن داتا کے لقب سے وہ یاد کئے جائیں گے جو ہندوستان میں تمام فیاضیوں سے بڑی فیاضی سمجھی جاتی ہے اور جس سے بڑا کوئی تعریفی لفظ کسی انسان کے لئے ہندی زبان کی ڈکشنری میں نہیں مل سکتا۔ (آدمی نیوز)

سلطنت متحدہ جنوبی افریقیہ

مدت سے یہ تجویز پیش تھی کہ جنوبی افریقہ کی تمام نو آبادیوں یعنی نٹال ٹرنسوال، اورنج ریور کولونی اور کیپ کو ملا کر ایک سلطنت بنائی جائے۔ چنانچہ اس تجویز پر غور کرنے کے لئے ایک مشترکہ کانفرنس منعقد ہوئی تھی۔ کانفرنس مذکور نے اپنا کام ختم کر لیا ہے اور ماہ رواں کے آخر میں اس کی رپورٹ تیار ہو جائے گی۔ تمام ضروری باتیں طے ہو گئی ہیں بجز اس کے کہ دارالخلافہ کہاں بنایا جائے۔ کیپ ٹون اور پریٹوریہ کے مابین رقابت کا جھگڑا ہو گا ٹرنسوال والے پریٹوریہ پر زور دیں گے اور کیپ والے کیپ ٹون کو ترجیح دینا چاہیں گے۔ اسلئے یہ تجویز ہے کہ اگر ان دونوں شہروں میں سے کسی ایک کے لئے اتفاق رائے نہ ہو سکے تو دونوں کو چھوڑ کر بلوم فونٹین کو دارالخلافہ بنایا جائے۔ (م)

ایشیائے کوچک میں زلزلہ

سمرنا سے خبر آئی کہ توشیا کے ضلع کے دیہات میں زلزلہ سے ۳۰۰ مکانات منہدم ہو گئے اور بہت لوگ ہلاک ہوئے۔ والی سمرنا نے تار خبر دی ہے کہ توشیا میں ۲۷۰ مکانات گر گئے۔ جھٹکے ابھی تک محسوس ہو رہے ہیں اور لوگ حواس باختہ گھروں سے بھاگ رہے ہیں ابھی تک معلوم نہیں کہ کتنے آدمی کام آئے۔ (م)

بقائے امن کی اُمید

برٹش وزیر خارجہ سر ایڈورڈ گرے نے مقام کولڈسٹریم میں تقریر کرتے ہوئے ۲۲ ماہ حال کو فرمایا کہ مہینوں کی تشویش اور مایوسی کے بعد اب مجھے اطمینان ہوا ہے جبکہ آسٹریا اور ٹرکی کے مابین تصفیہ ہو گیا ہے جس سے اُمید ہے کہ تمام طاقتوں کے درمیان سارے تنازعات طے ہو جائیں گے فرانس اور روس کے ساتھ ان معاملات میں جو ہم نے بات چیت کی اس سے دوستی، امن اور باہمی اعتبار کو ترقی ہوئی ہے اور معلوم ہو گیا ہے کہ جرمنی اور اٹلی تہ دل سے امن کے خواہاں ہیں اور ان کے درمیان بگاڑ ہونے کا اندیشہ دور ہو گیا ہے۔

سر ایڈورڈ گرے نے اُمید ظاہر کی کہ ملک معظم کے برلن تشریف لے جانے سے اہل جرمن کو ہماری نیک نیتی اور ہوا خواہی پر زیادہ یقین ہو جائیگا اور کہا کہ ٹرکی کے جدید طرز حکومت کے ساتھ برٹش ہمدردی اٹل ہے ہم چاہتے ہیں کہ آسٹریا کے ساتھ بھی ہمارے تعلقات صاف ہو جائیں۔ لیکن ہماری قوم پر ایسے بے بنیاد الزام بدنیتی کے لگانے میں کہ صفائی مشکل ہو گئی ہے امید ہے کہ آسٹریا اس رکاوٹ کو دور کرنے کی کوشش کریگا۔ انہوں نے کہا کہ دولت برطانیہ کی خواہش ہے کہ امن کی خاطر آسٹریا کی دوستی کو مضبوط کرے اور تمام ملکوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات کو ترقی دے۔ (م)

مدناپور کا مقدمہ

مدناپور کا مقدمہ سم سازی آخر کار عرصہ دراز کے بعد ختم ہو گیا

اگرچہ ابھی تک حکم نہیں سنایا گیا ہے۔

کئی درجن ملزم تو پہلے ہی رہا ہو چکے ہیں صرف ۳ ملزم باقی ہیں جن کے خلاف مقدمہ چل رہا تھا۔ ڈیفنس کی طرف سے بہت سے گواہوں نے پولیس پر ایسے ایسے سخت الزام لگائے ہیں کہ اگر وہ سچ نکلے تو اس سے زیادہ اندھیر شاید کبھی نہ ہوا ہوگا۔ زیادہ تر الزامات مولوی حق ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے خلاف ہیں کہ یہ تمام مقدمہ اُن کی کوشش سے بنایا گیا۔ اس سے پہلے ایک سرکاری گواہ جو پولیس کا مخبر تھا حیرت انگیز باتیں بیان کر چکا ہے اب ایک ملزم نے جو رہا ہو چکا تھا جس کا نام بابو جیبنی موہن ملک ہے بطور گواہ ڈیفنس کے بیان کیا کہ مولوی حق نے اس کے پاس پیغام بھیجا تھا کہ اگر وہ اپنی رہائی چاہتا ہے تو دس ہزار روپیہ دے۔

بابو جیبنی موہن ایک بڑا زمیندار اور ضلع بریسال کا معزز رئیس ہے ایک دوسرے زمیندار بابو ابناش چندر متر نے بیان کیا کہ پولیس کے مخبر کمل چندر کی معرفت ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس نے جب میں ضمانت پر رہا ہوا تو کہلا بھیجا تھا کہ اگر آئندہ تمام مشکلات سے محفوظ رہنا چاہتے ہو تو ۵۰ ہزار روپیہ پولیس کو دو اور انکار سنکر کمل نے پستول جیب سے نکالا مگر ہوا میں تین فیر کئے پولیس نے ایک اور الزام بریسال کے سودیشی لیڈروں پر لگایا تھا کہ اُنہوں نے لوکل کالج کے ہیڈ مولوی کو اسلئے برخاست کر دیا کہ وہ ان کا ہم خیال نہ تھا۔ مگر پرنسپل کالج نے بیان کیا کہ مولوی کی برخاستگی رجسٹرار یونیورسٹی کے حکم سے ہوئی رجسٹرار نے لکھا تھا کہ اگر مولوی برخاست نہ ہوا تو یونیورسٹی کالج کو غیر ملحق کر دیگی۔ یہ سرکلر صاحب مجسٹریٹ نے بھی دیکھا تھا مگر پولیس نے خیر خواہی جتانے کو یہ بیجا الزام لگایا۔ مقدمہ مذکور میں طرفین کی شہادتیں اور وکلاء کی بحث ختم ہوئی اسیسروں نے ہر سہ ملزمان کو ہر اک الزام سے بے قصور قرار دیا۔ صاحب سشن جج ابھی فیصلہ نہیں سنایا ہے۔ (انگلشمین)

آئندہ موسم خزاں میں وائسرائے اور۔ جیپور۔ اودے پور اندور۔ بھوپال۔ بڑودہ۔ بمبئی۔ بنگلور۔ میسور۔ مدراس کا دورہ کریں گے۔

ہندوستان اور امریکہ کے درمیان چٹھی کا محصول ایک آنہ قرار دیا جانا امریکہ کے پوسٹ ماسٹر جنرل نے منظور نہیں کیا

ڈاکٹر راش بہاری گھوش نے کانگرس کے ریزولیوشن گورنمنٹ ہند کی خدمت میں بھیجدیئے ہیں۔

لارڈ منٹو ماہ اپریل میں غالباً سرحدی صوبہ کا دورہ کریں گے۔

لارڈ مورلے کی سکیم پارلیمنٹ میں ۱۶ فروری کو پیش ہوگی۔

ترمبوال ستیاپور ریلوے کی تعمیر کی منظوری آگئی ہے یہ چھوٹی پٹری کی ریل ہوگی۔

۵۔ فروری کے اجلاس سپریم کونسل میں آنریبل مسٹر دادا بھائی جوڈیشل اور انتظامی اختیارات کی علیحدگی کے متعلق سوال کریں گے نیز ہندوستان کی مشینوں کے پارچہ پر محصول کی بابت سوال پوچھیں گے۔

آنریبل نواب صاحب ڈھاکہ سوال کریں گے کہ حال کے چند برسوں میں جو مختلف کمیشنیں مقرر ہوئیں اُن پر کیا خرچ آیا۔

ریاست بڑودہ میں ایک امریکن انجنیئر مقرر ہوا ہے اور اُس کے مشورہ سے ریاست میں کئی جدید حرفتیں جاری کی گئی ہیں۔

گورنمنٹ مدراس نے بوجہ گرانی ۳۰ روپے یا اس سے کم تنخواہ پانے والوں کے لئے گرانی کا الاونس منظور کیا ہے۔

ٹپرہ کے قریب ایک مقام سے اطلاع آئی ہے کہ دو بنگالی چرواہے پہاڑی کی جانب گئے تھے جب وہ واپس نہ آئے تو اُن کی تلاش کی گئی۔ اُن کی لاشیں دفن ملیں معلوم ہوتا ہے کہ ان سے پہاڑی آدمیوں سے جھگڑا ہوا جنہوں نے انکو ہاتھ پاؤں باندھکر زندہ دفن کر دیا دس آدمی اس جرم میں گرفتار ہیں۔

جین کانفرنس کے گزشتہ اجلاس میں قرار پایا کہ جانوروں پر رحم کرنے کے متعلق ملک میں مناسب لٹریچر کی اشاعت کی جائے۔ اخبارات میں مضامین لکھکر اور مختلف مقامات پر لکچروں کا بندوبست کر کے ان خیالات کو پھیلایا جائے۔

سنہ ۱۰-۱۹۰۹ء کے ریلوے مصارف کے لئے صاحب وزیر ہند نے ۱۸ کروڑ ۷۵ لاکھ روپیہ منظور کیا ہے۔

مولوی ولی اللہ صاحب سابق اڈیٹر اخبار الصدیق حال افسر سر رشتہ تعلیم فرید کوٹ منشی عبدالغفور صاحب کی جگہ ریاست فرید کوٹ کے کونسل آف ریجنسی کے ممبر مشاہرہ چار سو روپیہ مقرر ہوئے۔

مدراس گورنمنٹ نے حکم دیا ہے کہ قحط الاونس جو سرکاری ملازمان کو ملتا ہے وہ ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۰۹ء تک جاری ہے۔

ڈون میل پر کسی نے ریوالور چلایا۔ ہوڑہ سٹیشن پر ریل کے ملازمین نے ایک تیسرے درجہ کی گاڑی کا شیشہ ٹوٹا ہوا دیکھا اور خوب غور کرنے پر معلوم ہوا گولی شیشہ میں سے نکل چوبی تختہ میں جا لگی اور ایک سوراخ گولائی میں ڈیڑھ انچ کر دیا خوش قسمتی سے اُس گاڑی میں کوئی سوار نہ تھا گولی کو پولیس نے نکال لیا ہے اور تفتیش جاری ہے۔

صاحب کوارٹر ماسٹر جنرل ہندوستان نے قرار دیا ہے کہ تازہ سرکاری حکم کے بموجب دیسی سپاہیوں کو جو ہیزم سوختنی کا دیا جانا منظور ہوا ہے اُس کی بہم رسانی کا پلٹن والے خود انتظام کریں اور اُس کا خرچ مہنگائی کی ذیل میں گورنمنٹ سے مجرا لیں۔

اشتہارات

ضروری اطلاع

حسب معمول اپنے اور اپنے خریداروں کے فایدے اور آسانی کیلئے ہم فروری کے پہلے ہفتے کا اخبار ان صاحبوں کے نام جن کا سنہ ۱۹۰۹ء کا چندہ وصول نہیں ہوا وی پی بھیجیں گے وی پی کے بھیجنے اور وصول کرنے میں بے عزتی نہیں بلکہ آسانی ہے منی آرڈر کرانے کی تکلیف اٹھانی نہیں پڑتی جن صاحبوں کو کسی وجہ سے وی پی لینے سے انکار ہو وہ اس اطلاع کو پڑھتے ہی فوراً بذریعہ پوسٹ کارڈ خبر دیں خبر نہ دینے کی صورت پر پیکٹ کے لینے سے انکار کرنے پر خواہ نخواہ محصول ڈاک کا نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

المشتہر

منیجر نور افشاں

انڈین سٹینڈرڈ

(پریسبیٹرین کلیسیائے ہند کا انگریزی رسالہ)

ایڈیٹر پادری ڈبلیو آر راجیو ٹانہ (?) … ایم اے [illegible]۔

سٹینڈرڈ جو پریسبیٹرین بنیاد پر تمام ہندوستانی کلیسیاؤں کے اتحاد کا حامی ہے اس میں مشن کے کام کے متعلق ہر پہلو پر آزادانہ طور پر رائے زنی کی جاتی ہے ہر ایک مشنری کو اس کا خریدار ہونا چاہئے۔

ہر مہینہ اجمیر میں سکاٹش مشن انڈسٹریز کمپنی میں شایع ہوتا ہے قیمت ۱۲/ سالانہ معہ محصول ڈاک۔

کولا ٹانک

کولا طاقت بڑھاتا ہے وہ لوگ جو محنت عمر و بیماری خواہ تبدیل آب و ہوا کی وجہ سے بدن کمزور ہو گیا ہو وہ کولا کا استعمال کریں اس سے نئی طاقت پیدا ہوتی ہے کولا دم کو بڑھاتا ہے اسلئے گھوڑ دوڑ یا کشتی سواری پہاڑ پر چڑھائی کثرت ناچ گانا پڑھنا پڑھانا اور خیال وغیرہ کاموں میں پہلے کولا پینے سے دم جلدی نہیں پھولتا ہے دل دھڑکن اور کلیجے کی کمزوری میں جہاں تھوڑے چلنے سے ہانپنے اور وجہ سے رات کو جاگنا پڑتا ہے ان کو کولا پینا چاہئے اس سے رات کو جاگنے کی حرارت اور کمزوری نہیں ہوتی کولا شراب چھوڑانے کی دوا ہے شرابیوں کو دور کرنے میں کولا مجرب ہے اگر شراب زیادہ پی ہو تو ایک خوراک پوری کولا کی سے کی پی کر سو جاوے نیند اچھی آجاتی ہے جاگنے پر طبیعت خراب بھی سر کا درد جگر طبیعت کی سستی جو رکتا ہے جاری پن آنکھوں کی سرخی مزاج کی گرمی ایکدم سے مٹ جاتی ہے کچھ دنوں تک کولا کے استعمال سے شراب سے نفرت ہو جاتی ہے شراب کی خرابی کا بڑی طبیعت اور بدن کی کمزوری نہیں رہتی ہے حقیقت میں شراب چھوڑنے کی عمدہ دوا ہے جو کوئی کے سامنے سے افیون بھی چھوٹ جاتی ہے کولا پینے والے افیونیوں کی مقدار کم کرتے جائیں کچھ دنوں میں بغیر کسی قسم کی تکلیف کے گولی چنڈو وغیرہ کی عادت چھوٹ جاتی ہے اور ان چیزوں پر نفرت ہونے لگتی ہو ۲۴ خوراک کی ایک شیشی قیمت عہ اگر دیں تو محصول ۵ر
المشتہر ڈاکٹر واٹسن کے برمن نمبر ۲۰ چندنا اسٹریٹ کلکتہ۔

مخزن مسیحی

یہ ایک پندرہ روزہ مسیحی پرچہ ہے جو اردو میں اردو انگریزی زبانوں میں مسیحی کارندوں کی خاطر شایع ہوتا ہے نمونہ کا پرچہ درخواست آنے پر روانہ کیا جاتا ہے تمام درخواستیں بنام ایڈیٹر مخزن مسیحی الہ آباد ہونی چاہئیں۔

پریسبیٹرین بیواؤں اور یتیموں کا فنڈ

یہ دیسی مسیحیوں کا سب سے پرانا فنڈ ہے اس سے بیواؤں اور یتیموں کو پنشن ملتی ہے اور بچے بھی جبکہ وے سکولوں میں تعلیم پاتے وظیفے پا سکتے ہیں ۱۰ برس میں اس فنڈ نے ۴۰ ہزار روپیوں سے اوپر بیواؤں اور یتیموں کو پنشن دی ہے۔ اگرچہ ممبران نے صرف ستر ہزار روپے چندہ اس فنڈ میں دیا ہے اور قریباً آدھ لاکھ روپے سود سے اس فنڈ میں آچکے ہیں جس حساب سے اب بنک میں ۴۸ ہزار روپیہ نقد موجود ہے ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس کا ممبر ہو سکتا ہے

رپورٹ نئے پراسپیکٹس (اردو انگریزی) میں منیجنگ ڈائرکٹر پادری والٹر جے کلارک ایم اے نونکھا لاہور کو لکھنے سے بہت جلد مل سکتے ہیں۔

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصول ڈاک ۲ عہ
ہندوستان پنجاب معہ " " ۲ عہ ۸
باہر سے ۵ ر

قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جاویگی

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
کالم کا آٹھواں حصہ	عجا	ہے	ے
چوتھائی کالم	ہے	ے	عہ
نصف کالم	ے	عہ	سعہ
پورا کالم	عہ	سعہ	سہ
پورا صفحہ	سہ	صہ	لعہ

ایک دفعہ کیلئے فی سطر ۲ر مابعد کے لئے ۱ر فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویر دار سنڈے سکول بلا محصول ۱عہ
" " " ۶۰ عہ
قیمت ۸ کاپی سبق سنڈے سکول عہ

[illegible]

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت تاریکی چشم و سعد جالا پڑوال غبار پھولا اہل رنمی ابتدائی موتیابند پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ صرف تولہ نمونہ کے بذریعہ ٹکٹ خریداروں کو خط اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئیے

المشتہر پروفیسر میا سنگہ آہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ پروفیسر میا سنگہ صاحب آپکے سفید سرمہ سے ایک شخص کو جس کی آنکھ میں ناخنہ ہو گیا تھا بہت فائدہ ہوا ہے یہ شخص چند ڈاکٹروں کا علاج کرکے مایوس ہو چکا تھا براہ مہربانی ایک تولہ سفید سرمہ اعلیٰ قسم بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیجئے۔

راقم مہاراجہ شتروجیت پرتاپ بہادر شاہ صاحب بہادر والئی ریاست ٹیکمگڑھ۔ گوالیار

۲۔ میں نے ممیرے کا سرمہ جو کہ میا سنگہ نے بنایا ہے آپ خود اور بہت بیماروں پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ یہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت مفید اور آنکھوں کی تمام بیماریوں کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے میں نے اپنے تجربہ میں آجتک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھا گیا جن کی آنکھوں میں ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہو بڑے زور سے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہوں ہر طرح پر مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دھند و خارش سرخی چشم کیواسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اور سچ مچ آپ نے اس قدر سستے داموں پر یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اس کا شکریہ الفاظ میں بیان محال ہے۔ ضرور ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپکے ایسے سرمہ سے فیضیاب ہو کر فائدہ اٹھائیں اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریوں سے نجات حاصل کریں۔

راقم پنڈت گنگا رام صاحب اسسٹنٹ سرجن ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والئی ریاست بہاولپور

۳۔ جناب سرور صاحب جو پیکٹ سرمہ ممیرہ بغرض تجربہ آپ نے میرے پاس بھیجا تھا۔ اُس کو میں نے اپنے چند مریضوں پر استعمال کیا بہت مفید پایا میری رائے میں آپکا ایجاد شدہ سرمہ ہر قسم کی سوزش چشم اور کمزوری نظر اور دھند کیلئے نہایت ہی مفید ہے اس وقت تک میں نے انہی بیماریوں کے مریضوں پر خاصکر استعمال کیا ہے۔ اور آئندہ جن بیماریوں میں مفید پاؤنگا ان کی نسبت بھی لکھونگا۔

راقم ڈاکٹر لچھمن پرشاد صاحب پروفیسر میڈیکل کالج آگرہ وائیڈیٹر میڈیکل جنرل آگرہ۔

۴۔ جناب پروفیسر میا سنگہ تسلیم میں نے آپ کے یہاں سے سفید ممیرے کا سرمہ منگوا کر استعمال کیا حد درجہ کا فائدہ ہوا۔ بلکہ صحت کلی حاصل ہوگئی۔ آپ کا سرمہ جملہ امراض چشم کو مفید ہے۔ بصارت کو طاقت بخشتا ہے۔ ممیرے دن فائدہ معلوم ہو جاتا ہے واقعی یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ اسلئے میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ اس سرمہ سے بڑھکر آنکھ کیلئے اور کوئی دوائی نہیں ہے۔

راقم مہاراج کنور چھترپال سنگہ صاحب بہادر والئی ریاست بھگوان اودہ۔

۵۔ جناب من تسلیم نیاز چونکہ آپ کا سرمہ بہت سے آنکھوں کے مریضوں پر استعمال کرنے سے مفید ثابت ہوا ہے اس واسطے اور ایک تولہ سفید ممیرے کے سرمہ کی ضرورت ہے بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجکر مشکور فرمادیں۔

راقم ڈاکٹر ولی احمد سول سرجن شفاخانہ ورادا شیو علاقہ حیدرآباد دکن۔

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب تیس ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اُس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ کا انعام دیا جائیگا جو لاہور کے پنجاب بنک میں اسی مطلب کیلئے مارچ سنہ ۱۹۰۹ء سے جمع کیا گیا ہے۔

پادری ای ایم ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و منیجر نور افشاں کیلئے لودیانہ مشن پریس میں زیر اہتمام وائلی برادرز کے چھپا اور شائع ہوا

